﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد24

جمعۃ المبارک20جنوری2017ء

21ربیع الثانی 1438 ہجری قمری ❁ 20؍صلح 1396 ہجری شمسی

شمارہ03

اندر کا واعظ خدا کی طرف سے محافظ

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اپنے اندر سے واعظ مل گیا اس کو خدا کی طرف سے محافظ مل گیا۔

(فردوس الاخبار جلد اول صفحہ 46 حدیث نمبر4)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

میں تمہارے پاس صدی کے سر پر اور ضرورتِ حقّہ کے وقت آیا ہوں۔ اور کسوف وخسوف، زلزلوں اور طاعون نے میری سچائی پر گواہی دی۔ پس مجھے تعجب ہوتا ہے کہ تم نشانات کو دیکھتے ہو اس کے باوجود بدظنیاں دُور نہیں ہوتیں۔

’’کیا وجہ ہے کہ تم اس بگولے کو دیکھ نہیں پاتے جس نے درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ دیا ہے۔ وہ ایسی قوم ہیں جو تمہیں مرتد اور گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور تم سے برائی کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ وہ اہل زمین پر غالب آ چکے ہیں اور انہوں نے انہیں غلاموں اور لونڈیوں کی طرح بنا لیا ہے۔ اور قریب ہے کہ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں۔ اور اللہ کی قسم! تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور تم ان کے نزدیک محض ایک ذرّہ ہو۔ اب بتاؤ کیا مجھے تم سے ناراض ہونا چاہیے یا نہیں۔ تم اس وقت کیوں سو رہے ہو؟ کیا تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہو جس کے باعث تم مدہوش کی طرح بوجھل بن کر زمین کی طرف جھکے جاتے ہو۔ اور کس چیز نے تمہیں سلا دیا ہے اور تم گھاٹے کا ہدف بن گئے ہو۔ اور اے جوانو! تمہارے لئے کون سی طاقت باقی رہ گئی ہے۔ اللہ کی قسم! ہمارے ربّ منّان کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ میں نہیں جانتا کہ تم نے کیا کیا اور آئندہ اسباب سے تم کیا کر لو گے۔ اور تمہاری عقل جو محض ایک مکھی کی طرح ہے، تمہاری کیا مدد کرے گی۔ اور ان کپڑوں کے ساتھ تم کس زینت کو ظاہر کر رہے ہو۔ اور جب میں تمہارے درمیان کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ میں خدائے کریم کی طرف سے ہوں تو تم غیظ وغضب سے مشتعل ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ شخص مفتری ہے اور مجھے مردود شیطان کی طرح خیال کرنے لگے۔ اور تم نے وقت پر نظر نہ ڈالی کہ کیا یہ وقت ایسے دجال کا تقاضا کرتا ہے جو گمراہی پھیلائے یا ایسے مصلح کا جو احیائے دین کرے اور جو زائل ہو چکا ہے وہ اسے دوبارہ تمہارے پاس لوٹائے۔ اور مَیں اللہ کو اس چیز پر گواہ بناتا ہوں جو میرے دل میں ہے۔ اللہ کی قسم! میں اسی کی طرف سے ہوں اور میں نے کوئی کام اپنی فریب کاری سے نہیں کیا۔ اور جب تم نے ارادۃً میری تکفیر اور تحقیر کی تو تم نے ظلم کیا۔ تم نے ان مصائب پر بھی نگاہ نہ کی جو ان دنوں میں اسلام پر ڈھائے گئے۔ سو ہم جاری اشکوں اور بہتے آنسوؤں کے ساتھ تم پر ویسا ہی روتے ہیں جیسا تم ہم پر ہنستے اور استہزاء کرتے ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خود اپنے نفسوں کے متعلق غور وفکر نہیں کرتے اور نہ اسلام کے ضعف پر نگاہ ڈالتے ہو۔ کیا تمہارا دجّالوں سے جی نہیں بھرا اور اس خوفناک وقت اور مُنذر زمانے میں ایک اور دجّال کی تمنا کرتے ہو۔ حالانکہ میں تمہارے پاس صدی کے سر پر اور ضرورتِ حقّہ کے وقت آیا ہوں۔ اور کسوف وخسوف، زلزلوں اور طاعون نے میری سچائی پر گواہی دی۔ پس مجھے تعجب ہوتا ہے کہ تم نشانات کو دیکھتے ہو اس کے باوجود بدظنیاں دور نہیں ہوتیں۔ اے عالمو! کیا یہی تمہاری فراست ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ تمہارے اور تمہارے تقویٰ کے درمیان وہ تکبر حائل ہو گیا ہے جسے تم چھپاتے اور مخفی رکھتے ہو اور تمہاری آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں۔ پس وہ دشمنوں کے فتنوں کو نہیں دیکھتیں۔ اور تم میرا نام دجال رکھتے ہو اور تم بصیرت سے کام نہیں لیتے۔ تم فتویٰ دیتے ہو کہ میں کافر بلکہ ہر اس شخص سے بڑا کافر ہوں جس نے انبیاء کا انکار کیا۔ واہ رے تمہارا یہ فتویٰ! سب سے تعجب خیز امر ہے کہ اہل صلیب اور مشرک جو دین کی بیخ کنی کرنا چاہتے ہیں وہ تمہارے نزدیک تو دجّال نہیں اور میں دجّال ہوں بلکہ سب سے بڑا مفسد ہوں۔ پس ہم صرف اللہ رب العالمین کی جناب میں فریاد کرتے ہیں۔ اور پھر جب میں تمہارے نزدیک کافر ٹھہرا تو پھر یہ کیسے امید کی جاسکتی ہے کہ کافروں کی نصیحت تمہیں فائدہ دے۔ لیکن میں نے چاہا کہ اللہ کی راہ میں دی گئی ایذا کا ذکر کروں لہٰذا ہمارا یہ سلسلۂ کلام ان اذکار کی طرف چل نکلا۔

اللہ تم پر رحم کرے! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ظلم اور زیادتی ترک نہیں کرتے۔ اور نہ ہی تم علیم، جزا سزا کے مالک خدا سے ڈرتے ہو۔ اے لوگو! ہم اللہ کی جانب سے اس کے مقرر کردہ وقت پر آئے ہیں اور اسی کے بلانے سے ہم بولتے ہیں۔ ہم تمہیں پیغام حق پہنچاتے ہیں لیکن تمہاری طرف سے ہمیں لعنت ملتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا کمینگی ہے کہ تم یہود کے شانہ بشانہ چلے یہاں تک کہ جوتے سے جوتا رگڑ کھانے لگا، اور تمہارے اقوال ان کے اقوال کے مشابہ ہو گئے۔ وہ [یہودی] اپنے بخل کی وجہ سے اللہ کے نبی عیسیٰ کا نام دجال رکھتے تھے۔ بعینہٖ اسی طرح تمہاری طرف سے مجھے اسی نام سے موسوم کیا گیا۔ پس اس طرح تم اقوال اور افعال میں ان کے مشابہ ہو گئے۔ اور اگر حکومت کی تلوار نہ ہوتی تو میں بھی تمہاری طرف سے وہی کچھ دیکھتا جو عیسیٰ نے انکار کرنے والوں کی طرف سے دیکھا۔ اس لئے ہم ازراہِ مداہنت نہیں بلکہ احسان کے شکرانہ کے طور پر اس حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اللہ کی قسم! ہم نے اس کے زیر سایہ ایسا امن پایا جس کی اِس زمانہ میں کسی اسلامی حکومت سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا ہمارے نزدیک یہ جائز نہیں کہ ان کے خلاف جہاد کے نام پر تلوار اٹھائی جائے۔ اور تمام مسلمانوں پر حرام ہے کہ وہ ان سے جنگ کریں اور بغاوت اور فساد کے لئے کھڑے ہوں کیونکہ انہوں نے ہم پر طرح طرح کے احسان کئے اور احسان کی جزا احسان ہی ہوتا ہے۔ بے شک ان کی حکومت ہمارے لئے امن کا گہوارہ ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہی ہم اہل زمانہ کے ظلم سے بچائے گئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ نہیں چھپاتے کہ ہم پادریوں کے مخالف ہیں بلکہ ہم ان کے اوّل درجہ کے مخالف ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک کمزور عاجز بندے کو رب العالمین قرار دیتے ہیں۔ اور انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کے خالق کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے، مفتری، دجال اور تحریف کرنے والے ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ حکومت ان کے ساتھ نہیں اور نہ ہی وہ انہیں اس امر پر اکساتی ہے اور نہ ہی وہ معاونین میں سے ہے بلکہ وہ صرف زبانی کلامی عیسائی ہیں جنہوں نے اپنی طرف سے کچھ قوانین تراش لئے ہیں اور انجیل کو اپنے پس پُشت ڈالا ہوا ہے۔ پھر ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ عیسائی ہیں۔ بلکہ وہ کوئی اور قوم ہیں اور انہوں نے دوسرے مسلک اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور وہ انجیلوں کو نہیں پڑھتے اور نہ ان کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور نہ ہی وہ ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ہم جھگڑوں کے وقت ان میں عدل اور انصاف پاتے ہیں۔ اور میں نے بعض جھگڑوں (مقدمات) میں خود اُن میں سے بعض کو آزمایا ہے۔ اور میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ مودّت کے اعتبار سے ہمارے زیادہ قریب ہیں۔ اور وہ ظلم نہیں چاہتے اور نہ ہی وہ (اس کا) قصد کرتے ہیں۔ اور ان کے زیر سایہ رات اُس دن کی نسبت زیادہ بہتر ہے جو ہم نے مشرکوں کے زیر سایہ پایا۔ اس لئے ہم پر ان کا شکریہ واجب ہے اور اگر ہم شکر ادا نہ کریں تو ہم گناہ گار ہوں گے۔‘‘ ....(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 135 تا 141۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 09 نومبر 2014ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ایک نکاح عزیزہ ناصرہ طاہرہ خالد بنت مکرم محمد اسلم خالد صاحب کا ہے جو عزیزم شہزاد ٹونی آدم ابن مکرم محمد اقبال صاحب (ارلزفیلڈ) کے ساتھ تیس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

اور دوسرا عزیزہ حنا مریم اِخلف بنت مکرم محمد اِخلف صاحب (ہالینڈ) کا ہے جو مصطفیٰ شفقی صاحب (اٹلی) کے ساتھ چھ ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔ بچی کے بھائی مکرم ابراہیم اِخلف صاحب بچی کے وکیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ دونوں نکاح ہر لحاظ سے بابرکت ہوں۔اور دونوں فریق،لڑکے اور لڑکیاں اس بات کو جاننے والی ہوں کہ نکاحوں اور شادیوں کی کامیابی کے لئے ایک دوسرے پہ اعتماد بڑا ضروری ہے۔اور دوسری بات یہ کہ ایک دوسرے کی خاطر صبر اور برداشت ہونی چاہیئے۔ایک دوسرے کی کمزوریوں اور خامیوں کو نظر انداز کرنا چاہیئے اور اچھائیوں پر نظر رکھنی چاہیئے۔اگر یہ باتیں سامنے رہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نکاح اور شادیاں کامیاب ہوتی ہیں اور آئندہ نسلوں میں بھی اس کے نیک اثرات قائم ہوتے ہیں۔

یہ بچی (ناصرہ طاہر خالد) ننہال کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی کی اولاد میں سے ہے۔ اور اسی طرح ان کے دادا بھی خادم دین تھے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ بابرکت فرمائے اور بچی کو بھی اپنے نیک آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا اور فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ حنا مریم اِخلف بنت محمد اِخلف صاحب (ہالینڈ) کا ہے جیسا کہ میں نے ابھی بتایا جو ابراہیم اِخلف صاحب کی بہن ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا۔اس دوران بچی کے وکیل مکرم ابراہیم اِخلف صاحب کے جواب دینے سے قبل لڑکے نے کھڑے ہو کر نکاح کو قبول کے لئے 'ہاں' کہنا چاہا۔جس پر حضور انور نے فرمایا:

Not you.I am asking him,not you.

اور پھر بچی کے وکیل کے قبول کرنے پر حضور انور نے لڑکے سے ایجاب وقبول کرواتے ہوئے فرمایا:۔

Now it is your turn.You are very much anxious and ambitious.

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔اب دعا کرلیں!

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 22 دسمبر 2016ء بروز جمعرات، 10:30 بجے صبح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ (اہلیہ نعیم احمد گوندل صاحب۔لندن)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 16 دسمبر 2016ء کو 59 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت چوہدری غلام محمد گوندل صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی نواسی تھیں۔آپ نے تقریباً 15 سال تک لجنہ ویسٹ ہِل میں بطور سیکرٹری ضیافت خدمت کی توفیق پائی۔ جلسہ سالانہ پر بہت خوشی کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، بہت خوش اخلاق اور ہر دل عزیز خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹے اور چار پوتے پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

مکرم چوہدری بشیر الدین محمود صاحب (ابن مکرم چوہدری مہر دین صاحب۔ڈرگ روڈ۔کراچی)

9دسمبر 2016ء کو 62 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا حضرت چوہدری لیکڑھ خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی۔1968ء تک کئی سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انچارج روٹی لنگر خانہ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔کراچی آنے پر سیکرٹری جائیداد ضلع کراچی کے علاوہ حلقہ ڈرگ روڈ کراچی کے صدر اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ساری زندگی جماعتی خدمات میں پیش پیش رہے۔مرکزی وفود کی مہمان نوازی بڑی خوش دلی سے کرتے تھے اور اپنی استطاعت سے بڑھ کر خیال رکھتے تھے۔ بیماروں اور ضرورتمندوں کی مالی اعانت بھی کیا کرتے تھے۔ چندوں میں باقاعدہ تھے۔آپ نماز باجماعت کے پابند،خلافت کے لئے بے پناہ محبت اور غیرت رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ ان مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

....

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 5 جنوری 2017ء بروز جمعرات نماز ظہر وعصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر مکرمہ نویدہ عامر صاحبہ (اہلیہ مکرم عامر انیس صاحب۔یوکے) **کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

آپ یکم جنوری 2017ء کو 46 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چوہدری منور احمد صاحب آف دار الصدر شالی ربوہ کی بیٹی اور مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ مرحوم کی بھانجی تھیں۔آپ کو ناصر پبلک سکول ربوہ میں بطور ٹیچر کام کرنے کا موقعہ ملا۔ ربوہ قیام کے دوران لجنہ اماء اللہ ربوہ کی سرگرم رکن رہیں اور صدر صاحبہ لجنہ کے ساتھ کئی سال خدمت کی توفیق پائی۔ یوکے آنے کے بعد یہاں بھی لجنہ میں خدمت بجالاتی رہیں۔ بیماری کے باوجود اپنے بچوں کو 5 سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کروایا۔ بہت نیک، دعا گو، صوم وصلوٰۃ کی پابند، فدائی اور مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں اپنے میاں کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرمہ حسن آراء منیر صاحبہ (اہلیہ مکرم میجر منیر احمد صاحب شہید۔لاہور)

6نومبر 2016ء کو برین ہیمبرج کی طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے پاک بھارت جنگ میں اپنے میاں کی شہادت کے بعد نہایت صبر واستقلال اور جوانمردی سے حالات کا مقابلہ کیا اور بچوں کی بہت اچھی تعلیم وتربیت کی۔آپ نے نائب صدر لجنہ ضلع لاہور کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔اس کے علاوہ لمبا عرصہ سیکرٹری ناصرات ضلع لاہور کی حیثیت سے خدمت بجالاتی رہیں۔آپ کو تبلیغ کا بھی بہت موقع ملا۔ سوال وجواب کی مجالس میں غیر احمدیوں کے اعتراضات کا جواب دینے کی خداداد صلاحیت رکھتی تھیں۔ آپ کو قرآن کریم، کتب حضرت مسیح موعودؑ اور اخبار الفضل کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ بہت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔صوم وصلوٰۃ کی پابند،غریبوں کی ہمدرد، بہت نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

(2) مکرم محمد رشید چوہدری صاحب (ابن مکرم چوہدری محمد نذیر صاحب۔امریکہ)

6 نومبر 2016ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت چوہدری غلام رسول صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔آپ نے 1962ء میں امریکہ سے پیٹرلیم انجینئرنگ کی ڈگری مکمل کی۔ کچھ سال امریکہ میں ملازمت کے بعد والدین کی خواہش پر پاکستان چلے گئے وہاں پر محکمہ سوئی گیس میں ملازمت اختیار کی۔ وہاں پچیس سال سروس مکمل کرنے کے بعد چیف انجینئر کی پوزیشن سے ریٹائر ہوئے اور پھر واپس امریکہ آگئے۔آپ کو مسجد بیت الرحمان کی تعمیر میں پراجیکٹ مینجر کے علاوہ کئی جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔آپ کو خلافت کے ساتھ بے انتہا عشق اور محبت تھی۔نظام جماعت اور عہدیداران کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہ کرتے تھے۔نمازیں باقاعدگی سے باجماعت ادا کرتے اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ سرکاری سہولتوں کو ذاتی کاموں میں استعمال کرنے کو سخت ناپسند کرتے تھے۔آپ کی ایمانداری اور سچائی پر آپ کے ساتھ کام کرنے والے بھی رشک کیا کرتے تھے۔ بہت خوددار تھے یہاں تک کہ اپنے بچوں سے بھی مدد لینے پر عار محسوس کرتے تھے۔ بڑی فعال اور سادہ زندگی گزاری۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک نواسے مکرم طلحہ چوہدری صاحب وقف کر کے شعبہ فنانس میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرم چوہدری عبدالرحیم نذیر صاحب (ابن مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب۔ربوہ)

21 جولائی 2016ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ باقاعدہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور دیگر جماعتی کتب واخبارات کا مطالعہ کرنا آپ کا معمول تھا۔تحریک جدید کے پانچ ہزار مجاہدین میں شامل تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد قادیان میں حفاظت مرکز کی ڈیوٹی کی توفیق پائی۔

(4) مکرمہ نعیمہ فرحت صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالماجد خاں صاحب مرحوم۔ربوہ)

2نومبر 2016ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت چوہدری عبدالحئی خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی نواسی اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کاٹھگڑی کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔آپ نے لاہور میں اپنے حلقہ میں لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری تحریکِ جدید اور سیکرٹری مال کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں خدمت کی بھی توفیق ملی۔اپنے عزیز رشتہ داروں کی خوشی غمی میں شریک ہوتی تھیں اور سب کی ضرورتوں کا خیال رکھتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند،غریبوں کی ہمدرد، بہت نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔آپ مکرم حافظ مدبر احمد مربی سلسلہ ریسرچ سیل ربوہ کی پھوپھی تھیں۔

(5) مکرمہ نذیر بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری نذیر احمد گھمن صاحب۔گولارچی۔ضلع بدین)

15 دسمبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ بہت مہمان نواز تھیں۔ واقفین زندگی کی بہت عزت کرتی تھیں۔غریبوں کی ہمدرد اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتی تھیں۔مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔اپنا تمام زیور خود اپنے ہاتھوں سے مریم شادی فنڈ اور مقامی مسجد کے لئے جمع کروایا۔صوم و صلوٰۃ کی پابند، بہت نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔آپ مکرم خلیل احمد تنویر صاحب (وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن) ربوہ کی والدہ تھیں۔

(6) مکرم خلیل احمد خالد صاحب (سابق معلم وقف جدید۔حال جرمنی)

29 جولائی 2016ء کو 79 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1933ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔اس پر آپ کے بھائیوں نے آپ کو گھر سے اور تمام جائیداد سے بے دخل کر دیا اور آپ ربوہ آکر آباد ہو گئے اور محنت مزدوری کر کے اپنی فیملی کی کفالت کرنے لگے۔آپ کو تعلیم الاسلام کالج میں بطور لیبارٹری اسسٹنٹ خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ پھر کچھ عرصہ بعد زندگی وقف کردی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جو کہ اس وقت وقف جدید کے انچارج تھے انہوں نے آپ کو معلم وقف جدید کے طور پر سیالکوٹ کے

باقی صفحہ نمبر8 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر434

مکرمہ آسیا کریکت صاحبہ(2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرمہ آسیا کریکت صاحبہ کے سفرِ احمدیت کی داستان کا ایک حصہ پیش کیا تھا۔اس قسط میں ان کے اس روحانی سفر کا باقی حصہ پیش کیا جائے گا۔اپنی بیعت کے بعد کے بعض حالات کا ذکر کرتے ہوئے وہ بیان کرتی ہیں کہ:

عرب احمدی خواتین سے رابطہ

بیعت کے بعد شروع شروع میں تو میرا فرانس کے عرب احمدیوں کے ساتھ کوئی رابطہ نہ تھا۔الجزائر کے ایک احمدی سے تعارف ہوا تو اس نے مجھے فرانس میں رہنے والی بعض عرب احمدی خواتین کے فون نمبرز ارسال کردیئے۔یوں میرا اکثر عرب احمدی بہنوں کے ساتھ فون کے ذریعہ تو رابطہ ہوگیا لیکن دُور دور رہنے کی وجہ سے ہماری آپس میں ملاقات نہ ہوسکی۔

ہلاک ہونے سے بچ گئی

بیعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے بہت سے رؤیائے صالحہ کے ذریعہ ایمان ویقین کو میرے دل میں راسخ فرمادیا اور مجھے تسکین واطمینان کی نعمت سے مالامال فرمادیا۔ایک رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں اپنے ملک الجزائر گئی ہوں۔گو جہاز کا ریٹرن ٹکٹ میرے پاس ہے لیکن الجزائر پہنچ کر اس فلائٹ سے واپس آنے کا ارادہ تبدیل کرلیتی ہوں۔کچھ دیر کے بعد دیکھتی ہوں کہ یہ فلائٹ آسمان کی فضاؤں میں محوِ پرواز ہے۔میں اس کی طرف دیکھ کر کہتی ہوں کہ اگر میں ارادہ نہ بدلتی تو پروگرام کے مطابق اس وقت اس فلائٹ میں ہی سفر کررہی ہوتی۔ابھی مَیں یہ سوچ ہی رہی ہوتی ہوں کہ جہاز بسرعت زمین کی طرف گرنا شروع ہوجاتا ہے اور آن کی آن میں ایک دھماکہ کے ساتھ زمین پر گر کر تباہ ہوجاتا ہے اور اس میں سوار تمام مسافر جاں بحق ہوجاتے ہیں۔اس وقت میں بیساختہ کہتی ہوں کہ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں اس جہاز میں سوار نہ تھی وگرنہ میرا ابھی یہی انجام ہونا تھا۔اسی وقت خواب میں ہی میری خالہ کا فون آتا ہے۔ایسے لگتا ہے کہ انہیں علم تھا کہ میں نے اسی فلائٹ سے سفر کرنا تھا جو گر کر تباہ ہوگئی ہے، چنانچہ وہ میری والدہ صاحبہ سے میرے بارہ میں پوچھتی ہیں تو والدہ صاحبہ جواب دیتی ہیں کہ آسیا اس جہاز میں نہیں گئی اس لئے موت سے محفوظ رہی۔

میں نے خواب سے بیدار ہوکر اس کی یہی تعبیر کی کہ میں مروّجہ افکار کے حامل لوگوں کی ہمرکاب تھی اوران کے ساتھ چلتے رہنے کے تمام سامان موجود تھے پھر بھی میں نے ان کے ساتھ رہنا گوارا نہ کیا، اوران کے مرکب سے اتر کر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سفینۂ نجات میں سوار ہوگئی اور پھر وقت نے ثابت کردیا کہ میرا فیصلہ درست تھا کیونکہ اگر میں سابقہ عقائد کے حامل لوگوں کے ہمراہ بیٹھی رہتی تو ضرور ہلاک ہوجاتی۔

’’پڑھو،لکھو،اور دعا کرو‘‘

اس کے بعد میں نے ایک اور رؤیا دیکھا جس میں میری بعض اہم امور کی طرف راہنمائی تھی۔میں نے دیکھا کہ مَیں گھر کی بالکونی میں بیٹھی ہوں اور وہاں پر تین یا چار نہایت ہی خوبصورت رنگوں والے پرندے آجاتے ہیں۔ان میں سے ایک میرے گھر میں داخل ہوتا ہے اور پھر باہر آکر دیوار پر بیٹھ جاتا ہے۔کچھ دیر کے بعد یہ پرندہ ایک نوجوان کا روپ دھار لیتا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ’’ پڑھو،لکھو اور دعا کرو‘‘۔ پھر اسی اثناء میں ایک آواز سنی کہ ’روزے رکھو‘۔ اُس وقت تک مَیں نے جماعت کا لٹریچر مفصّل طور پر نہیں پڑھا تھا اور مجھے علم نہ تھا کہ جماعت کا سب سے بڑا ہتھیار دعا ہے۔اور اس رؤیا میں میرے لئے پیغام تھا کہ سلسلہ کی کتب پڑھو اوران کے ذریعہ تبلیغ کرو اور نتائج کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگو۔یہی فتح کی کلید اور کامیابی کا راستہ ہے۔چنانچہ جب مَیں نے سوچا کہ جو نور اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی شکل میں مجھے عطا فرمایا ہے مجھے اس کی روشنی اپنے عزیز واقارب تک بھی پہنچانی چاہئے تو میں نے انہیں احمدیت کی تبلیغ کرنے کا فیصلہ کیا۔اس کے لئے مَیں نے اپنے رؤیا پر عمل کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرنا شروع کیا اور مختلف دلائل کے نوٹس لکھنے شروع کردیئے نیز دعاؤں سے اپنی کوششوں کے پودے کی آبیاری کرتی رہی۔

رشتہ داروں کو تبلیغ

اس دوران مَیں نے اپنے عزیز واقارب کو احمدیت کی تبلیغ کرنا شروع کردی۔ان میں میری خالہ بھی ہیں جن کی عمر ساٹھ سال ہے۔گو وہ فرانس میں ہی رہتی ہیں لیکن میرے گھر سے تقریباً 500 کلومیٹر دُور۔ان سے ملاقات تو بہت دیر کے بعد ہوتی ہے لیکن میں نے ان کے ساتھ فون کے ذریعہ ہی رابطہ کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے سے علوم آگاہ کیا اور پھر اس کے بعد تقریباً روزانہ ہی مختلف موضوعات پر جماعت کی تعلیم بتاتی رہتی ہوں۔وہ اکثر میری بات سنتی اور اس پر غور کرتی ہیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق وہدایت کی طرف ان کی راہنمائی فرمائے۔آمین۔

اس کے ساتھ ساتھ میں نے اپنی دیورانی کو بھی تبلیغ کرنی شروع کی۔عمومی عقائد کے بارہ میں بتانے کے علاوہ میں نے اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھ پڑھ کر سنائیں، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب اس نے یہ کہنا شروع کردیا ہے کہ مَیں دل سے احمدی ہوں۔لیکن بعض مخصوص حالات کی وجہ سے وہ اس کا اعلان نہیں کرنا چاہتی اور انہی حالات کے باعث باضابطہ بیعت کرنے سے خائف ہے۔

لیکچر برموضوع: حقیقتِ دجّال

ایک روز مَیں اپنی اسی دیورانی کے ساتھ بچوں کے ایک پارک میں گئی جہاں ہمارا تعارف ایک مراکشی عورت سے ہوا۔ باتوں باتوں میں دنیا کے حالات اور دین اسلام اور مسلمانوں کی حالت بھی زیر بحث آئی اور پھر دجّالی فتنہ کی طرف بات کا رخ پھر گیا۔پھر جب میں نے دجال کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر فرمودہ تشریح بیان کی تو اس عورت کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور اس نے مجھے کہا کہ ہم عرب مسلمان عورتیں ہر سوموار اور جمعرات کو اجلاس کرتی ہیں جس میں باری باری سب مختلف علمی وتربیتی موضوعات پر تقاریر کرتی ہیں اور یوں سب استفادہ کرتے ہیں۔چونکہ اگلا اجلاس میرے گھر میں ہورہا ہے اس لئے مَیں آپ کو اس اجلاس میں شامل ہونے کی دعوت دیتی ہوں۔اس نے تمام عورتوں کو میرے بارہ میں کسی قدر مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے بتایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب عورتیں آگئیں یہاں تک کہ ان میں سے ایک عورت نے مجھے بتایا کہ وہ باوجود اطلاع کے پہلے کبھی ایسے اجلاسات میں حاضر نہیں ہوئی اور آج خصوصاً میرا لیکچر سننے کے لئے آئی ہے۔میرا لیکچر دجال کے موضوع پر تھا۔میں نے اجلاس میں جانے سے قبل دجال کے موضوع پر جماعت کی طرف سے لکھی جانے والی کتاب پڑھ لی تھی اور اللہ تعالیٰ سے کامیابی کے لئے دعا کی تھی۔

میری دیورانی بھی میرے ساتھ تھی۔اجلاس میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ عورتوں کی اکثر تعداد مراکش سے ہے جو سلفی طرزفکر کی حامل تھیں۔میں نے دجّال کے موضوع پر لیکچر شروع کیا تو سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے چہروں کے رنگ بھی بدلنے لگے۔دجّال کی علامات کی تشریح کو جہاں بعض نے پسند کیا وہاں بعض نے کہا کہ دجال سے مراد ایک قوم ہونا دُور کی بات ہے اور یہ غلط استدلال ہے کیونکہ دجّال ایک شخص ہے جس کو خارق عادت قُویٰ دیئے جائیں گے۔

میرے لیکچر کے دوران اکثر عورتیں پوچھتی رہیں کہ تم یہ تشریح کہاں سے لائی ہو؟ میں نے سوال کا جواب دیئے بغیر مضمون مکمل کیا اور پھر آخر پر جب یہ بتایا کہ یہ جماعت احمدیہ کی تشریح ہے تو سنتے ہی اکثر عورتوں کے تیور بدل گئے۔اور بعض نے بآواز بلند میرے ساتھ لفظی جنگ شروع کردی۔ایک نے کہا کہ دجال بہت بڑی قوت اور طاقت کا حامل ہوگا اور وہ بہت سے عجیب کام دکھائے گا جنہیں لوگ معجزات سمجھ کر اس کی طرف مائل ہوجائیں گے۔

میں نے کہا کہ افسوس کہ معجزات کی جو صورت تمہارے ذہنوں میں سمائی ہوئی ہے وہ حقیقت سے کوسوں دور ہے۔میں آپ سے کہتی ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہے اور اس امّت سے آنے والا مسیح آچکا ہے۔میں نے اس کی بیعت کی ہے اور میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔اور میری آپ کو بھی دعوت ہے کہ آؤ اور اس امام کی بیعت کرلو۔

یہ سن کر انہوں نے مختلف حدیثوں اور تفسیر ابن عباس وغیرہ کے حوالے سے مجھ پر سوالوں کی بوچھاڑ کردی۔جبکہ مَیں آیات قرآنیہ سے ان کا جواب دے رہی تھی۔اور جب میں وہاں سے نکلی تو ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے میں کسی میراتھن سے واپس لوٹی ہوں۔باوجود ناگواری کے اظہار کے انہوں نے کسی قدر احترام سے ہی میرے ساتھ بات کی۔میرے دلائل اتنے مضبوط تھے کہ اس کا کوئی معقول جواب تو وہ نہ دے پائیں تاہم انہوں نے مختلف پیرائے میں مجھ پر بہت سے حملے کئے اور اللہ نے مجھے ان سب کا جواب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔

دلائل کی قوت کی تصدیق

لیکچر کے اگلے روز مجھے اس عورت کا فون آیا جس نے مجھے لیکچر کے لئے اپنے گھر میں بلایا تھا۔اس نے بتایا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک جہاز بڑی شدت کے ساتھ بمبارمنٹ کررہا ہے اور میں ڈرتے ہوئے دوڑتی جاتی ہوں۔پھر کیا دیکھتی ہوں کہ جہاز سے ایک بم میرے گھر کے دروازے پر آگرتا ہے اور اسے توڑ دیتا ہے۔میں نے اس کی تعبیر کرتے ہوئے کہا کہ بموں سے مراد وہ دلائل ہیں جو میں نے تمہارے گھر میں پیش کئے ہیں اوران دلائل کی وجہ سے تمہارے گھر میں ہونے والی مجلس کی ہر عورت پر اثر ہوا ہے گویا رکیں توڑ کر ان تک پیغام پہنچانے کی ایک راہ نکل آئی ہے۔اس نے کہا کہ تم نے ہمیں ایک راہ دکھائی ہے اور ہم اس بارہ میں مزید تحقیق کریں گے۔

مقابلہ

اس عرصہ میں خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا اور مجھے رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

میں نے انٹرنیٹ پر باقاعدہ تبلیغ اور احمدیت پر اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کا کام شروع نہیں کیا تھا اور نہ ہی ذہن میں ایسا کوئی پروگرام تھا، ایسے میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک گھر میں ہوں جہاں احمدی احباب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں ایک دوسری ٹیم کے ساتھ کسی مقابلہ میں شریک ہوں۔جب دوسری ٹیم کی جانب سے ایک پتھر ہمارے گول کی طرف پھینکا جاتا ہے تو میں اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر ان کے گول کی طرف پھینک دیتی ہوں اور وہ ان کے گول میں داخل ہوجاتا ہے۔

بعد میں جب میں نے سوشل میڈیا پر بعض معترضین کے مزاعم کا ردّ شروع کیا تو میرے ساتھ احمدیوں کا ایک گروہ شامل ہوگیا۔اس وقت مجھے یہ رؤیا یاد آگیا۔یقیناً ہر اعتراض کسی پھینکے ہوئے پتھر سے کم نہیں ہے لیکن اس کا مدلّل جواب یقیناً گول کردینے کے برابر ہے۔

رضائے الٰہی کی تمنا

آخر میں ایک ایسا رؤیا پیش ہے جو میں نے بیس سال کی عمر میں دیکھا تھا۔میں نے دیکھا کہ میں لوگوں کے گروہ کے ساتھ ہوں جو کسی کے ساتھ استہزاء کا سلوک کررہے ہیں۔پھر ایسے لگتا ہے جیسے وہ قریش کے لوگ ہیں۔پھر اچانک ایک چورس تصویر ظاہر ہوتی ہے جس سے ایسا نور نکلتا ہے جیسے وہ سورج ہو۔اس تصویر پر کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے لیکن مجھے معلوم نہیں ہوسکتا کہ وہ قرآن کریم کی کوئی آیت ہے یا حدیث ہے۔یہ کلام ایک مہیب آواز میں پڑھا جاتا ہے۔میں ان لوگوں کی مجلس سے نکل کر اس تصویر کے عقب میں چلی جاتی ہوں۔گویا ایسے محسوس ہوتا ہے کہ مجھے ان لوگوں کا ایک شخص سے استہزاء کرنا پسند نہیں آتا اور میں اس بناء پر ان سے علیحدہ ہوجاتی ہوں۔ایسی حالت میں جیسے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز سنتی ہوں کہ:’’مَیں تم سے راضی ہوں۔‘‘

میں اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر کہتی ہوں کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا سب سے سیدھا راستہ ہے۔مَیں سمجھتی ہوں کہ اس مبارک جماعت میں شمولیت میرے خدا تعالیٰ کے قرب کی منازل طے کرنے اور اس کی رضا کو پانے کے سفر کی ابتدا ہے۔

اسی طرح مَیں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کو پھیلانا اور اس کی تبلیغ کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس فرض کی کماحقہٗ ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

......................**(باقی آئندہ)**

عربک ڈیسک ۔ ایم ٹی اے تھری العربیہ ۔ رشین ڈیسک ۔ فرنچ ڈیسک ۔ بنگلہ ڈیسک ۔ ٹرکش ڈیسک ۔ چینی ڈیسک ۔
پریس اینڈ میڈیا آفس ۔ alislam ویب سائٹ ۔ ریویو آف ریلیجنز کی رپورٹس کا مختصر بیان

دوران سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے متعلق دنیا بھر میں پانچ ہزار سے زائد مضامین اور آرٹیکل مختلف اخباروں میں شائع ہوئے اور ملینز (Millions) کی تعداد میں لوگوں تک پیغام پہنچا۔

اس وقت دنیا بھر میں جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کے تحت پچیس زبانوں میں 141 تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مضامین پر مشتمل رسائل وجرائد مقامی طور پر شائع کئے جارہے ہیں۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل ۔ احمدیہ ریڈیو اسٹیشنز ۔ اور ان کے علاوہ دیگر ٹی وی اور ریڈیو پروگرامز ۔ مختلف ممالک کے اخبارات میں جماعتی خبروں و مضامین کی اشاعت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجموعی طور پر چار ہزار چھ سو اکاون (4651) اخبارات نے چھ ہزار دو سو بہتر (6272) جماعتی مضامین، آرٹیکل اور خبریں شائع کیں۔ ان اخبارات کے قارئین کی مجموعی تعداد تقریباً چونسٹھ کروڑ اُناسی لاکھ سے اوپر بنتی ہے۔

جماعت احمدیہ یوکے (UK) کے 50ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 13؍اگست 2016ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، (آلٹن) میں دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب

قسط نمبر 2

عربک ڈیسک

عربی ڈیسک کے تحت گزشتہ سال تک جو کتب اور پمفلٹس عربی زبان میں تیار ہوکر شائع ہو چکے ہیں ان کی تعداد تقریباً 117 ہے۔ دوران سال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل کتب کے تراجم مکمل کر کے پرنٹنگ کے لئے بھجوا دیئے گئے ہیں۔ روحانی خزائن جلد6۔کشف الغطاء۔تحفہ گولڑویہ۔اور حضرت مصلح موعودؓ کی دو کتب رحمت للعالمین (دنیا کا محسن، رحمت للعالمین، اسوہ کامل۔ تین چھوٹی چھوٹی کتابیں ہیں ان کو رحمت للعالمین کے نام سے اکٹھا کیا گیا ہے)۔ دس دلائل ہستی باری تعالیٰ۔ اس کے علاوہ جماعتی تعارف پر مبنی مختلف لٹریچر ہے اور باقی کتب کا ترجمہ ہو بھی رہا ہے اس کی کافی لمبی تفصیل ہے۔

ایم ٹی اے تھری العربیۃ

ایم ٹی اے تھری العربیۃ کے پروگراموں کے ذریعہ سے بعض تأثرات پیش کرتا ہوں۔

مصر کے ایک اسامہ صاحب ہیں۔ کہتے ہیں ان کا احمدیت سے تعارف ایک مصری احمدی کے ذریعہ ہوا اور پھر تحقیق کے بعد جب حق شناسی کی توفیق ملی تو انشراح صدر کی نعمت کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ کہتے ہیں کہ ایک روز میں یہی دعا کرتے ہوئے سویا کہ خدایا امام مہدی ہونے کا یہ دعویدار مجھے تو سچا لگتا ہے لیکن اصل حقیقت سے تو تُو ہی واقف ہے اس لئے تُو مجھے اس کی حقیقت سے آگاہ فرما دے۔ کچھ دیر کے بعد کہتے ہیں ایک مہیب آواز کو سن کر میں بیدار ہو گیا جو حضرت امام مہدی کے بارے میں کہہ رہی تھی۔ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ۔ وہ مقتدر بادشاہ کے حضور سچائی کی مسند پر ہے۔ کہتے ہیں مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس آواز کو سن کر جاگا تو کانپ رہا تھا۔ میری آنکھوں میں آنسو اور میری زبان پر مذکورہ الفاظ جاری تھے جو میری اہلیہ نے بھی سنے اور وہ بھی اس کی گواہ بن گئی اور بعد میں انہوں نے بیعت کر لی۔

ایک صاحبہ ہیں ان کا تعلق سیریا سے ہے۔ وہ کہتی ہیں میں نے قبول احمدیت سے پہلے ایک رؤیا دیکھا تھا جو مجھے یاد رہا۔ میں نے رؤیا میں چمکیلے سرخ رنگ کی ایک کشتی دیکھی جس میں لوگ لہو ولعب میں مصروف تھے میں نے دیکھا یہ کشتی آہستہ آہستہ پانی میں غرق ہو رہی تھی جبکہ اس کے سوار بے خبر تھے۔ ایسے میں میں نے ایک بزرگ کو دیکھا جس نے عمامہ اور کوٹ پہنا ہوا تھا اس نے مجھے کہا کہ اگر اب بھی تم نہ سمجھی تو آگ میں ڈالی جاؤ گی۔ کہتی ہیں کہ میں نے متعدد بار اس سے پوچھا کہ مجھے کیا سمجھنا چاہئے لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے اس رؤیا کی کوئی سمجھ نہ آئی۔ ایک روز میری ایک بہن نے فون کر کے مجھے ایم ٹی اے دیکھنے کو کہا۔ میں نے پہلے تو انکار کیا لیکن بہن کے اصرار پر میں نے ایم ٹی اے لگا لیا۔ پھر یوں ہوا کہ میں یہ چینل دیکھتی اور اپنی بہن کے ساتھ اس پر پیش کئے گئے مختلف خیالات کے بارے میں بحث کرتی۔ بہر حال ایم ٹی اے مجھے پسند آیا لیکن میں اسے اپنے خاوند سے چھپ کر دیکھتی تھی اس لئے نہایت محدود وقت کے لئے بعض مخصوص پروگرام ہی دیکھ سکتی تھی۔ یہ پروگرام دیکھنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرا دل نرم ہونا شروع ہو گیا ہے لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ تقدیر نے میرے لئے بہت بڑا surprise چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ ایک روز میری بہن نے مجھے فون کر کے ایم ٹی اے پر ایک خاص پروگرام دیکھنے کے لئے کہا۔ میں نے جونہی ٹی وی آن کر کے ایم ٹی اے لگایا تو سکرین پر ایک تصویر دیکھ کر مجھے جھرجھری سی آ گئی۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی اور میں شدت جذبات سے کانپنے لگی کیونکہ یہ اسی شخص کی تصویر تھی جسے میں نے پانچ سال پہلے خواب میں دیکھا تھا اور اس نے مجھے کہا تھا کہ اگر اب بھی تم نہ سمجھی تو آگ میں ڈالی جاؤ گی۔ وفات مسیح اور امام مہدی کے ظہور جیسے موضوعات تو میں سن چکی تھی لہٰذا تصویر دیکھتے ہی حضور علیہ السلام کی صداقت میرے دل میں راسخ ہو گئی اور بعد میں اپنے خاوند کی سخت مخالفت کے باوجود انہوں نے بیعت کر لی۔

اردن کے ایک احمد صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ان کا جماعت سے تعارف ہوا اور اس پر پیش کئے جانے والے مفاہیم کو سن کر دلی طور پر مطمئن ہو کر انہوں نے خدا تعالیٰ سے رہنمائی کی دعا کی۔ اس دعا کے بعد وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر فجر کی اذان دے رہا ہے۔ اس نے اذان مکمل کرنے کے بعد کچھ اس طرح کہا کہ حَیَّ عَلَی الْاَحْمَدِیَّۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْاَحْمَدِیَّۃِ۔ یعنی احمدیت کی طرف آؤ۔ احمدیت کی طرف آؤ۔ مؤذن نے رؤیا میں اور بھی جملے کہے لیکن مجھے صرف یہی یاد رہے۔ عجیب بات ہے کہ جب میں جاگا تو محلے کی مسجد میں مؤذن فجر کی اذان دے رہا تھا۔ اس واضح رؤیا کے بعد میں نے بیعت کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ اپنے بیٹوں اور دیگر اہل خانہ کے ساتھ میں نے بیعت کی۔

الجزائر کے ایک شخص ہیں۔ کہتے ہیں میرے بیوی بچوں نے مجھ سے ایک سال قبل بیعت کی تھی اور میں نے حال ہی میں بیعت کی ہے۔ مَیں بھی ایم ٹی اے العربیۃ دیکھتا تھا۔ میری اہلیہ نے بیعت کے بعد کمپیوٹر کی بیک گراؤنڈ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر لگا دی اس طرح میں جب بھی کمپیوٹر استعمال کرتا تو حضور کی تصویر دیکھتا۔ روزانہ انٹرنیٹ پر ایک مشہور مصری شیخ کا پروگرام سننا میرا معمول تھا۔ ایک دن اس کا خطاب سن رہا تھا کہ نیند کے غلبہ سے سو گیا اور خواب میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ چھڑی سے میری ٹانگ کو ضرب لگا رہے ہیں اور میری اہلیہ اور بچے حضور کے پیچھے کھڑے ہیں۔ پھر میرے بچے آگے آئے اور آپ کے ہاتھ کو دبایا کہ حضور بس کریں۔ حضور نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور چلے گئے۔ میں جاگ گیا۔ میرا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ میں نے انٹرنیٹ کھولا تا شیخ صاحب کا خطاب سنوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ صاحب امام مہدی کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ اس پر یقین ہو گیا کہ میں نے خواب میں واقعۃً امام مہدی کو ہی دیکھا تھا اور پھر بیعت کا فیصلہ کر لیا۔

اس طرح بہت سارے واقعات ہیں جو اس وقت بتانے تو مشکل ہیں۔

اردن سے زید صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس ایک بھائی مکرم ابو قاسم صاحب کو بھیجا جس نے مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات سے آگاہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے کشتی نوح میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ کہتے ہیں خاکسار نے بیعت کے شروع میں رؤیا دیکھا کہ میں ایسی جگہ ہوں جہاں لوگ پانی میں ڈوب رہے ہیں اور ان صاحب نے ہاتھ بڑھا کر مجھے پانی سے نکال لیا۔ پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے دیکھا۔ پھر آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں جماعت اردن سے محبت رکھتا ہوں۔ اس پر مجھے یقین ہو گیا کہ میں راہ راست پر ہوں۔

مراکش سے ایک صاحب مجھے خط لکھ رہے ہیں کہ ہم ہمیشہ کہ آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ ہمیں جو آپ کے لئے دعا کرنی چاہئے اس کا حق کر پاتے ہیں کہ نہیں۔ لہٰذا اس خط میں صرف یہ درخواست کروں گا کہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ آپ کے لئے پورے اخلاص سے دعا کرنے کی توفیق بخشے۔ پھر لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں کچھ ٹارگٹ مقرر کر رکھے ہیں جن میں اہم ترین یہ ہے کہ میں خلافت کے قریب ترین ہوں اور سب سے زیادہ اطاعت اور وفا دکھانے والا ہوں۔ کیونکہ میرا یہ یقین ہے کہ خلافت سے قوی تعلق کے ذریعہ مجھے ایسی عبادت کی توفیق ملے گی جیسے وہ چاہتا ہے۔ میرے اس ٹارگٹ کے لئے دعا کریں۔

اردن سے ایک خاتون ہیں کہتی ہیں کہ میرے گھر والوں نے احمدیت کی وجہ سے میرا مقاطعہ کیا ہوا ہے۔ کبھی والدہ سے یا بھابھی اور بھائی سے فون پر بات ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ مجھے طلاق دلوانا چاہتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں میرے خاوند نے مجھے بہکایا ہے اور کافر بنایا ہے۔ وہ اس بات سے بڑے خوش ہیں کہ ابھی تک میری اولاد نہیں ہے اور اس طرح امید لگائے بیٹھے ہیں کہ میں اپنے خاوند کو چھوڑ دوں گی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ صرف اولاد ہی میاں بیوی میں بڑا رابطہ اور تعلق ہے۔ انہیں معلوم نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان احمدیت سب سے قوی اور پختہ رابطہ ہے۔ کہتی ہیں کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے احمدیت کی نعمت سے نوازا اور اس نعمت کے شکر کے لئے اگر میں دن رات سجدے میں پڑی رہوں تو بھی شکر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

رشین ڈیسک

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشین ڈیسک بھی کافی کام کر رہا ہے۔ میرے تمام خطبات جو ہیں اور جلسہ سالانہ کی تقاریر ہیں، مختلف جلسوں کی، اجتماعات ہیں، انگریزی اردو

باقی صفحہ نمبر13پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

نئے سال کے آغاز پر جو یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے دنیا والے کیا کچھ نہیں کرتے۔ مغربی ممالک میں یا ترقی یافتہ ممالک میں خاص طور پر اور باقی دنیا میں بھی 31؍دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات کو کیا کچھ شور و غل نہیں ہوتا۔ آدھی رات تک خاص طور پر جاگا جاتا ہے بلکہ ساری ساری رات صرف شور شرابے کے لئے، شراب کباب کے لئے، ناچ گانے کے لئے جاگتے ہیں۔ گویا گزشتہ سال کا اختتام بھی لغویات اور بیہودگیوں کے ساتھ ہوتا ہے اور نئے سال کا آغاز بھی لغویات کے ساتھ ہوتا ہے۔ دنیا کی اکثریت کی دین کی آنکھ تو اندھی ہو چکی ہے اس لئے ان کی نظر تو وہاں تک پہنچ نہیں سکتی جہاں مومن کی نظر پہنچتی ہے اور پہنچنی چاہئے۔ ایک مومن کی شان تو یہ ہے کہ نہ صرف ان لغویات سے بچے اور بیزاری کا اظہار کرے بلکہ اپنا جائزہ لے اور غور کرے کہ اس کی زندگی میں ایک سال آیا اور گزر گیا۔ اس میں وہ ہمیں کیا دے کر گیا اور کیا لے کر گیا۔ ہم نے اس سال میں کیا کھویا اور کیا پایا۔ ایک مومن نے دنیاوی لحاظ سے دیکھنا ہے کہ اس سال میں اس نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ اس کی دنیاوی حالت میں کیا بہتری پیدا ہوئی یا دینی لحاظ سے اور روحانی لحاظ سے دیکھنا ہے کہ کیا کھویا اور کیا پایا اور اگر دینی اور روحانی لحاظ سے دیکھنا ہے تو کس معیار پر رکھ کر دیکھنا ہے تاکہ پتا چلے کہ کیا کھویا اور کیا پایا۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیم کا نچوڑ یا خلاصہ نکال کر رکھ دیا اور ہمیں کہا کہ تم اس معیار کو سامنے رکھو تو تمہیں پتا چلے گا کہ تم نے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا ہے یا پورا کرنے کی کوشش کی ہے یا نہیں؟ اس معیار کو سامنے رکھو گے تو صحیح مومن بن سکتے ہو۔ یہ شرائط ہیں ان پہ چلو گے تو صحیح طور پر اپنے ایمان کو پرکھ سکتے ہو۔

ہم سال کی آخری رات اور نئے سال کا آغاز اگر جائزے اور دعا سے کریں گے تو اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں گے۔ اور اگر ہم بھی ظاہری مبارکبادوں اور دنیاداری کی باتوں سے نئے سال کا آغاز کریں گے تو ہم نے کھویا تو بہت کچھ اور پایا کچھ نہیں یا بہت تھوڑا پایا۔

اگر کمزوریاں رہ گئی ہیں اور ہمارا جائزہ ہمیں تسلی نہیں دلا رہا تو ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہمارا آنے والا سال گزشتہ سال کی طرح روحانی کمزوری دکھانے والا سال نہ ہو۔ بلکہ ہمارا ہر قدم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اٹھنے والا قدم ہو۔ ہمارا ہر دن اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے والا دن ہو۔ ہمارے دن اور رات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت نبھانے کی طرف لے جانے والے ہوں۔

قرآن مجید، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے ان اعلیٰ معیاروں کا تذکرہ جن پر ہمیں اپنے آپ کو پرکھنا چاہئے اور جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم ان پر پورا اتر رہے ہیں یا نہیں؟

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت اور اس انتباہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ جو عہد بیعت ہم نے کیا ہے اسے پورا کرنے والے ہوں۔ ہماری زندگیاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے گزرنے والی ہوں۔ ہم اپنی زندگیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ڈھالتے ہوئے اپنی زندگی کا اچھا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرنے والے اور ظاہر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہمیں انعامات سے نوازے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے لئے جو کامیابیاں مقدر ہیں وہ ہمیں دکھائے۔ نیا چڑھنے والا سال برکتوں کو لے کر آئے اور دشمن کے منصوبے ناکام و نامراد ہوں جن کی منصوبہ بندی میں یہ جماعت کی مخالفت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پاکستان کے احمدی جو اس سال قادیان کے جلسے پر نہیں جا سکے اور اس سے ان کو بڑا افسوس بھی ہے اللہ تعالیٰ ان کی تشنگی کو ختم کرنے کے بھی سامان پیدا فرمائے۔ الجزائر کے احمدیوں کی مشکلات بھی دور فرمائے۔

دشمن جب زیادتیوں اور ظالمانہ حرکتوں میں بڑھ رہا ہے تو ہمیں بھی اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالتے ہوئے دعاؤں پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 30 دسمبر 2016ء بمطابق 30 فتح 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

دو دن بعد انشاء اللہ نیا سال شروع ہو رہا ہے۔ ہم مسلمان تو قمری سال سے بھی سال شروع کرتے ہیں اور شمسی سال سے بھی۔ یہ قمری سال صرف مسلمانوں میں ہی نہیں ہے بلکہ بہت سی قوموں میں پرانے زمانے میں قمری سال سے ہی سال شروع کیا جاتا تھا۔ چینیوں میں بھی یہ رواج ہے، ہندوؤں میں بھی ہے اَور قوموں میں بھی ہے۔ بہت سے مذہبوں میں پایا جاتا ہے۔ اور اسلام سے پہلے عرب میں بھی دنوں کے

حساب کے لئے قمری کیلنڈر ہی رائج تھا۔ بہرحال دنیا میں عام طور پر یہ گریگورئین کیلنڈر رائج ہے اور سب اس کو سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہر قوم اور ہر ملک نے اس کیلنڈر کو اپنے دن اور مہینوں کے حساب کے لئے اپنا لیا ہے تو اسی وجہ سے دنیا میں ہر سال ہر جگہ اس کے حساب سے یکم جنوری سے سال شروع ہوتا ہے اور 31 دسمبر کو ختم ہوتا ہے۔ بہرحال سال آتے ہیں، بارہ مہینے گزرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں چاہے قمری مہینے کے سال ہوں یا یہ جو رائج کیلنڈر ہے گریگورئین کیلنڈر اس کے سال ہوں۔ لیکن دنیا والے چاہے وہ مسلمانوں میں سے ہیں یا غیر مسلموں میں سے دنوں اور مہینوں اور سالوں کو دنیاوی غُل غپاڑے اور ہاؤہُو اور دنیاوی تسکین کے کاموں میں گزار کر بیٹھ جاتے ہیں۔

نئے سال کے آغاز پر جو یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے دنیا والے کیا کچھ نہیں کرتے۔ مغربی ممالک میں یا ترقی یافتہ ممالک میں خاص طور پر اور باقی دنیا میں بھی 31 دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات کو کیا کچھ شور و غل نہیں ہوتا۔ آدھی رات تک خاص طور پر جاگا جاتا ہے بلکہ ساری ساری رات صرف شور شرابے کے لئے، شراب کباب کے لئے، ناچ گانے کے لئے جاگتے ہیں۔ گویا گزشتہ سال کا اختتام بھی لغویات اور بیہودگیوں کے ساتھ ہوتا ہے اور نئے سال کا آغاز بھی لغویات کے ساتھ ہوتا ہے۔ دنیا کی اکثریت کی دین کی آنکھ تو اندھی ہو چکی ہے اس لئے ان کی نظر تو وہاں تک پہنچ نہیں سکتی جہاں مومن کی نظر پہنچتی ہے اور پہنچنی چاہئے۔ ایک مومن کی شان تو یہ ہے کہ نہ صرف ان لغویات سے بچے اور بیزاری کا اظہار کرے بلکہ اپنا جائزہ لے اور غور کرے کہ اس کی زندگی میں ایک سال آیا اور گزر گیا۔ اس میں وہ ہمیں کیا دے کر گیا اور کیا لے کر گیا۔ ہم نے اس سال میں کیا کھویا اور کیا پایا۔ ایک مومن نے دنیاوی لحاظ سے دیکھنا ہے کہ اس سال میں اس نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ اس کی دنیاوی حالت میں کیا بہتری پیدا ہوئی یا دینی لحاظ سے اور روحانی لحاظ سے دیکھنا ہے کہ کیا کھویا اور کیا پایا اور اگر دینی اور روحانی لحاظ سے دیکھنا ہے تو کس معیار پر رکھ کر دیکھنا ہے تا کہ پتا چلے کہ کیا کھویا اور کیا پایا۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیم کا نچوڑ یا خلاصہ نکال کر رکھ دیا اور ہمیں کہا کہ تم اس معیار کو سامنے رکھو تو تمہیں پتا چلے گا کہ تم نے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا ہے یا پورا کرنے کی کوشش کی ہے یا نہیں؟ اس معیار کو سامنے رکھو گے تو صحیح مومن بن سکتے ہو۔ یہ شرائط ہیں ان پہ چلو گے تو صحیح طور پر اپنے ایمان کو پرکھ سکتے ہو۔ ہر احمدی سے آپ نے عہد بیعت لیا اور اس عہد بیعت میں شرائط بیعت ہمارے سامنے رکھ کر لائحہ عمل ہمیں دے دیا جس پر عمل اور اس عمل کا ہر روز ہر ہفتے ہر مہینے اور ہر سال ایک جائزہ لینے کی ہر احمدی سے امید اور توقع بھی کی۔

پس ہم سال کی آخری رات اور نئے سال کا آغاز اگر جائزے اور دعا سے کریں گے تو اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں گے۔ اور اگر ہم بھی ظاہری مبارکبادوں اور دنیاداری کی باتوں سے نئے سال کا آغاز کریں گے تو ہم نے کھویا تو بہت کچھ اور پایا کچھ نہیں یا بہت تھوڑا پایا۔ اگر کمزوریاں رہ گئی ہیں اور ہمارا جائزہ ہمیں تسلی نہیں دلا رہا تو ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہمارا آنے والا سال گزشتہ سال کی طرح روحانی کمزوری دکھانے والا سال نہ ہو۔ بلکہ ہمارا ہر قدم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اٹھنے والا قدم ہو۔ ہمارا ہر دن اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے والا دن ہو۔ ہمارے دن اور رات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت نبھانے کی طرف لے جانے والے ہوں۔ وہ عہد جو ہم سے یہ سوال کرتا ہے کہ کیا ہم نے شرک نہ کرنے کے عہد کو پورا کیا۔ بتوں اور سورج چاند کو پوجنے کا شرک نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ شرک جو اعمال میں ریاء اور دکھاوے کا شرک ہے۔ وہ شرک جو مخفی خواہشات میں مبتلا ہونے کا شرک ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 801-800۔ حدیث محمود بن لبید حدیث نمبر 24036۔ عالم الکتب بیروت 1998ء)

کیا ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے صدقات، ہماری مالی قربانیاں، ہمارے خدمت خلق کے کام، ہمارا جماعت کے کاموں کے لئے وقت دینا، خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی بجائے غیر اللہ کو خوش کرنے یا دنیا دکھاوے کے لئے تو نہیں تھا۔ ہمارے دل کی چُھپی ہوئی خواہشات اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر کھڑی تو نہیں ہو گئی تھیں۔ اس کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح فرمائی ہے۔ فرمایا کہ:

”توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے۔“

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349)

پس اس معیار کو سامنے رکھ کر جائزے کی ضرورت ہے۔

پھر اس کے بعد یہ سوال ہے کہ کیا ہمارا سال جھوٹ سے مکمل طور پر پاک ہو کر اور کامل سچائی پر قائم رہتے ہوئے گزرا ہے؟ یعنی ایسا موقع آنے پر جب سچائی کے اظہار سے اپنا نقصان ہو رہا ہو لیکن پھر بھی سچائی کو نہ چھوڑا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا معیار یہ مقرر فرمایا ہے کہ: ”جب تک انسان اُن نفسانی اغراض سے علیحدہ نہ ہو جو راست گوئی سے روک دیتے ہیں تب تک حقیقی طور پر راست گو نہیں ٹھہر سکتا“۔ فرمایا ”سچ کے بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقع وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 360)

پھر یہ سوال ہے۔ کیا ہم نے اپنے آپ کو ایسی تقریبوں سے دُور رکھا ہے جن سے گندے خیالات دل میں پیدا ہو سکتے ہوں۔ یعنی آجکل اس زمانے میں ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے۔ یا اس قسم کی چیزیں اور ان پر ایسے پروگرام جو خیالات کے گندہ ہونے کا ذریعہ بنتے ہیں کیا ان سے ہم نے اپنے آپ کو بچایا؟۔ اگر ہم ان ذریعوں سے گندی فلمیں اور پروگرام دیکھ رہے ہیں تو ہم عہد بیعت سے دُور ہٹ گئے ہیں اور ہماری حالت قابل فکر ہے کیونکہ یہ باتیں ایک قسم کے زنا کی طرف لے جاتی ہیں۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے بدنظری سے اپنے آپ کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں؟ کیونکہ بدنظری کا جہاں تک سوال ہے۔ اس میں یہ جو حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور غضِ بصر سے کام لو، یہ عورتوں اور مَردوں دونوں کے لئے ہے کیونکہ کھلی نظر سے دیکھنے سے (بدنظری کے) امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے فسق و فجور کی ہر بات سے اس سال میں بچنے کی کوشش کی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 153 مسند عبداللہ بن مسعود حدیث نمبر 4178 عالم الکتب بیروت 1998ء)

سختی سے، لڑائی سے، جب لڑائی جھگڑا ہوتا ہے اس وقت آدمی سخت الفاظ بھی کہہ دیتا ہے اور برے الفاظ بھی کہہ دیتا ہے اور ایک مومن دوسرے مومن سے جب یہ کر رہا ہو تو یہ فسق ہے بلکہ کسی سے بھی جب کر رہا ہو تو یہ فسق ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ تاجر فاجر ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا یہ تو حلال ہے۔ تجارت کرنا تو حلال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر جب یہ لوگ سودا بازی کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں اٹھا اٹھا کر قیمتیں بڑھاتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے شکر اور صبر نہ کرنے والوں کو بھی فاسق فرمایا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 386-385 حدیث عبدالرحمٰن بن شبل حدیث نمبر 15753-15752 عالم الکتب بیروت 1998ء)۔ پس یہ ہے گہرائی فسق سے بچنے کی۔

پھر سوال یہ ہے جو ہم نے اپنے آپ سے کرنا ہے کہ کیا ہم نے اپنے آپ کو ہر ظلم سے بچا کر رکھا ہے۔ یعنی ظلم کرنے سے بچا کے رکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کی ایک ہاتھ زمین بھی دبا لینا۔ تھوڑی سی زمین بھی کسی کی دبا لینا یا کسی کا ایک کنکر جو چھوٹا سا پتھر جو ہے، کنکری، مٹی کا ٹکڑہ، وہ بھی غلط طریق سے لینا ظلم ہے۔

(صحیح البخاری کتاب فی المظالم والغضب باب اثم من ظلم شیئا من الارض حدیث 2452)

پس یہ معیار ہے جس پہ ہم نے اپنے آپ کو پرکھنا ہے۔

پھر سوال یہ کرنا ہے کہ کیا ہم نے ہر قسم کی خیانت سے اپنے آپ کو پاک رکھا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے بھی خیانت نہیں کرنی جو تم سے خیانت کرتا ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی الرجل یاخذ حقہ من تحت یدہ حدیث 3534)۔ یہ ہے معیار۔

پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا ہم نے ہر قسم کے فساد سے بچنے کی کوشش کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شریر ترین لوگ فسادی ہیں اور یہ فسادی ہیں جو چغل خوری سے فساد پیدا کرتے ہیں۔ یہاں کی بات وہاں لگائی، اِدھر سے اُدھر بات پھیلائی وہ لوگ فسادی ہیں۔ جو لوگ محبت کرنے والوں کے درمیان بگاڑ پیدا کرتے ہیں وہ فسادی ہیں۔ جو فرمانبردار ہیں، اطاعت کرنے والے ہیں، نظام کی ہر بات کو ماننے والے ہیں یا دین کی ہر بات کو ماننے والے ہیں انہیں کسی غلط کام میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا گناہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ فسادی ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 914 حدیث اسماء بنت یزید حدیث نمبر 28153 عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس فساد کے ہونے کا اور فساد سے بچنے کا یہ معیار ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہر قسم کے باغیانہ رویّے سے پرہیز کرنے والے ہم ہیں؟

پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہم نفسانی جوشوں سے مغلوب تو نہیں ہو جاتے؟ آجکل کے زمانے میں جبکہ ہر

طرف بے حیائی پھیلی ہوئی ہے ان نفسانی جوشوں سے بچنا بھی ایک جہاد ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم پانچ وقت نمازوں کا التزام کرتے رہے ہیں۔ سال میں باقاعدگی سے پڑھتے رہے ہیں کہ اس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ تلقین فرمائی ہے، نصیحت فرمائی ہے بلکہ حکم دیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ حدیث (82))

پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا نماز تہجد پڑھنے کی طرف ہماری توجہ رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں ارشاد ہے کہ نماز تہجد کا التزام کرو۔ اس میں باقاعدگی پیدا کرنے کی کوشش کرو؟ یہ صالحین کا طریق ہے۔ فرمایا کہ یہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ فرمایا کہ اس کی عادت گناہوں سے روکتی ہے۔ فرمایا کہ برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بھی بچاتی ہے۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء النبی ﷺ حدیث 3549)

پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی باقاعدہ کوشش کرتے رہے ہیں یا کرتے ہیں کہ یہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے خاص حکموں میں سے ایک حکم ہے اور یہ دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر درود کے بغیر دعائیں ہیں تو یہ زمین اور آسمان کے درمیان ٹھہر جاتی ہیں۔ (سنن الترمذی کتاب الصلاۃ ابواب الوتر باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ حدیث 486)

اگر تم نے درود نہیں پڑھا اور تم دعائیں کر رہے ہو تو زمین سے دعائیں اٹھیں گی آسمان تک نہیں پہنچیں گی درمیان میں ٹھہر جائیں گی کیونکہ ان میں وہ طریق شامل نہیں جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ آسمان تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ دعاؤں کے ساتھ درود بھی ہو۔

پھر سوال ہم نے یہ کرنا ہے کہ کیا ہم باقاعدگی سے استغفار کرتے رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص استغفار کو چمٹا رہتا ہے یعنی باقاعدگی سے کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور ہر مشکل سے کشائش کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے ان راہوں سے رزق عطا کرتا ہے جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ (سنن ابی داؤد ابواب الوتر باب فی الاستغفار حدیث 1518)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کی طرف ہماری توجہ رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے بغیر شروع کیا جانے والا کام ناقص رہتا ہے، بے برکت ہوتا ہے، بے اثر ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب النکاح باب خطبۃ النکاح حدیث 1894)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم اپنوں اور غیروں سب کو کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانے سے گریز کرتے رہے ہیں؟ کیا ہمارے ہاتھ اور ہماری زبانیں دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بچی رہی ہیں؟ کیا ہم عفو اور درگذر سے کام لیتے رہے ہیں؟ کیا عاجزی اور انکساری ہمارا امتیاز رہا ہے۔ کیا خوشی غمی تنگی اور آسائش ہر حالت میں ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ وفا کا تعلق رکھتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کبھی کوئی شکوہ تو نہیں پیدا ہوا کہ میری دعائیں کیوں قبول نہیں کی گئیں یا مجھے اس تکلیف میں کیوں مبتلا کیا گیا۔ اگر یہ شکوہ ہے تو کوئی انسان مومن نہیں رہ سکتا۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہر قسم کی رسوم اور ہوا و ہوس کی باتوں سے ہم نے پوری طرح بچنے کی کوشش کی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رسوم اور بدعات تمہیں گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں ان سے بچو۔ (سنن الترمذی کتاب العلم باب ما جاء فی الاخذ بالسنۃ واجتناب البدع حدیث 2676)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور ارشادات کو ہم مکمل طور پر اختیار کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں؟

پھر یہ سوال ہے کہ کیا تکبر اور نخوت کو ہم نے مکمل طور پر چھوڑا ہے یا اس کے چھوڑنے کے لئے کوشش کی ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑی بلا تکبر اور نخوت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ متکبر جنت میں داخل نہیں ہوگا اور تکبر یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرے۔ لوگوں کو ذلیل سمجھے۔ ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر و بیانہ حدیث 91)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے خوش خُلقی کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے؟ کیا ہم نے حلیمی اور مسکینی کو اپنانے کی کوشش کی ہے؟ مسکینوں کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کتنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ۔ مجھے مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھے مسکینوں کے گروہ میں ہی اٹھانا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب مجالسۃ الفقراء حدیث 4126)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہر دن ہمارے اندر دین میں بڑھنے اور اس کی عزت و عظمت قائم کرنے والا بنتا رہا ہے؟ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد جو ہم اکثر دہراتے ہیں صرف کھوکھلا عہد تو نہیں رہا۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا اسلام کی محبت میں ہم نے اس حد تک بڑھنے کی کوشش کی ہے کہ اپنے مال پر اس کو فوقیت دی۔ اپنی عزت پر اس کو فوقیت دی۔ اور اپنی اولاد سے زیادہ اسے عزیز اور پیارا سمجھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے دین اسلام دے کر بھیجا ہے اور اسلام یہ ہے کہ تم اپنی پوری ذات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو۔ دوسرے معبودوں سے دستکش ہو جاؤ۔ نماز قائم کرو اور زکوۃ دو۔

(کنز العمال جلد 1 صفحہ 152 کتاب الایمان والاسلام من قسم الافعال، فی فصل الثانی، فی حقیقۃ الاسلام حدیث نمبر 1378 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004)

پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنے والے ہیں یا کرتے رہے ہیں؟

پھر یہ سوال ہے کہ اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہے۔ (المعجم الاوسط جزء 4 صفحہ 153 من اسمہ محمد حدیث نمبر 5541 دار الفکر عمان 1999ء)۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔

پھر یہ سوال ہے کہ کیا یہ دعا کرتے رہے اور اپنے بچوں کو بھی نصیحت کرتے رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کے معیار ہمیشہ ہم میں قائم رہیں۔ ہم ہمیشہ آپ کی اطاعت کرتے رہیں۔ اعلیٰ معیاروں کے ساتھ اور اس میں بڑھتے بھی رہیں۔

پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق اخوّت اور اطاعت اس حد تک بڑھایا ہے کہ باقی تمام دنیوی رشتے اس کے سامنے ہیچ ہو جائیں، معمولی سمجھے جانے لگیں۔

پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہم خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کے تعلق میں قائم رہنے اور بڑھنے کی دعا سال کے دوران کرتے رہے؟ کیا اپنے بچوں کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے اور وفا کا تعلق رکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہے اور اس کے لئے دعا کرتے رہے کہ ان میں یہ توجہ پیدا ہو؟

پھر سوال یہ ہے کہ کیا خلیفۂ وقت اور جماعت کے لئے باقاعدگی سے دعا کرتے رہے۔؟

اگر تو اکثر سوالوں کے مثبت جواب کے ساتھ یہ سال گزرا ہے تو کچھ کمزوریاں رہنے کے باوجود ہم نے بہت کچھ پایا۔ جتنے سوال مَیں نے اٹھائے ہیں اگر زیادہ جواب نفی میں ہے تو پھر قابل فکر حالت ہے۔ ہمیں اپنی حالتوں پر غور کرنا چاہئے اور اس کا مداوا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ان راتوں میں یہ دعا کریں۔ آج کی رات بھی ہے اور کل آخری رات ہے۔ اور مصمّم ارادہ کریں اور ایک عہد کریں اور خاص طور پر نئے سال کے آغاز میں یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری گزشتہ کوتاہیوں اور کمیوں کو معاف فرمائے اور نئے سال میں ہمیں زیادہ سے زیادہ پانے کی توفیق دے۔ ہم کھونے والے نہ ہوں اور ہم ان مومنین میں شامل ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں آپ نے اپنی جماعت کو نصائح فرمائیں اور ایک اشتہار کی صورت میں اسے شائع فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ:

"میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات میں بُود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجّہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں۔" (ہر قسم کے گناہوں سے اپنے آپ کو بچا کے رکھیں)۔ فرمایا کہ "اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے"۔

فرماتے ہیں "......تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو"۔ (صرف مومن مومن کی ہمدردی نہ کرے بلکہ تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو۔) "اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور اِتلافِ حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو اُن کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے...... یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افتراء کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ

کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دُور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔‘‘ (یعنی ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بولتا ہے اس کی صحبت میں بیٹھنے سے، اس سے دوستی رکھنے سے، اس سے تعلق رکھنے سے بچو کیونکہ یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تبلیغ نہیں کرنی۔ مطلب یہ ہے کہ غیروں کو تو کرنی ہے لیکن وہ لوگ جو منافق طبع ہوتے ہیں یا غلط قسم کی باتیں کرنے والے ہیں اور اس بات پر مُصر ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سوائے گالیوں کے علاوہ اور بات ہی نہیں کرنی یا جماعت کے خلاف بولنا ہے، ان سے بچو۔ جو سعید فطرت ہیں وہ بات سنتے بھی ہیں۔)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’اور چاہئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔‘‘ (اگر زیادہ قریب رہیں گے تو تمہیں بھی ٹھوکر لگے گی۔) فرمایا ’’یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں۔ اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو۔‘‘ (ہر جگہ مقابلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ معاف کرنے کی عادت ڈالو۔) ’’اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔‘‘ (بحث کرنی ہے، مذہبی گفتگو کرنی ہے تو کرو لیکن مہذبانہ طریق پر) ’’اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بَری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں۔ اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردیٔ خلائق کے اَور کچھ نہ ہو‘‘۔ فرماتے ہیں: ’’میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل کر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اَور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے۔ لہٰذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے‘‘ (جان بوجھ کر ضائع کرتا ہے) ’’یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھا ہے‘‘ (مخالفین کی ایسی مجلسوں میں بیٹھتا ہے جہاں ٹھٹھا اور بیہودگی ہو رہی ہے یا ویسے ایسی مجالس ہیں جو گندی مجالس ہیں) ’’یا کسی اَور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا‘‘۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے طیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اس کے ساتھ خراب بُوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں ان کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفّر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں کے لئے ظاہر کریں گے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 49-46۔ اشتہار مورخہ 29 مئی 1898ء اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ضروری اشتہار)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت اور اس انتباہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ جو عہدِ بیعت ہم نے کیا ہے اسے پورا کرنے والے ہوں۔ ہماری زندگیاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے گزرنے والی ہوں۔ ہم اپنی زندگیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ڈھالتے ہوئے اپنی زندگی کا اچھا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرنے والے اور ظاہر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہمیں انعامات سے نوازے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے لئے جو کامیابیاں مقدر ہیں وہ ہمیں دکھائے۔ نیا چڑھنے والا سال برکتوں کو لے کر آئے اور دشمن کے منصوبے ناکام و نامراد ہوں جن کی منصوبہ بندی میں یہ جماعت کی مخالفت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پاکستان کے احمدی جو اس سال قادیان کے جلسے پر نہیں جا سکے اور اس سے ان کو بڑا افسوس بھی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی تشنگی کو ختم کرنے کے بھی سامان پیدا فرمائے۔

الجزائر کے احمدیوں کی مشکلات بھی دور فرمائے۔ ان میں سے بھی بعضوں پر غلط مقدمے ہیں اور جیلوں میں اس وقت اَسیر بنے ہوئے ہیں۔ جیلوں میں ان کو رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

دشمن جب زیادتیوں اور ظالمانہ حرکتوں میں بڑھ رہا ہے تو ہمیں بھی اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالتے ہوئے دعاؤں پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: نماز جنازہ

از صفحہ 2

علاقہ بھڈال میں تعینات کیا۔ بعدازاں چک 98 شمالی سرگودھا میں خدمت بجالاتے رہے۔ آپ کامیاب داعی الی اللہ تھے۔ تبلیغ کے ساتھ ساتھ انسانیت کی خدمت کرنے کا بھی جنون کی حد تک شوق تھا۔ کئی سال گاؤں میں بچوں کو قرآن پڑھانے کی توفیق ملی اور ایلوپیتھی کا علم ہونے کی وجہ سے لوگوں کا مفت علاج بھی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں بہت شفا رکھی تھی۔ آپ 15 سال سے زیادہ عرصہ تک اورنگی ٹاؤن کراچی کے صدر بھی رہے۔ 1990ء میں آپ جرمنی چلے گئے اور آپ کو جرمنی میں بھی فولڈا جماعت کے صدر کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ خلافت کے ساتھ ایک مضبوط تعلق تھا اور اپنے بچوں کو بھی خلافت سے پختہ تعلق قائم رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(7) مکرم فیض احمد فیض صاحب (آف سوئٹزرلینڈ)

18؍اگست 2016ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1992ء میں سوئٹزرلینڈ آئے تھے۔ جماعت کی خدمت کے لئے جب بھی بلایا جاتا تو آپ فوراً حاضر ہو جاتے تھے۔ آپ کو لمبا عرصہ بطور صدر جماعت خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ ایک کامیاب داعی اللہ تھے۔ تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ جب بھی Winterthur کے شہر میں بک سٹال لگایا جاتا تو اس میں آپ ضرور شرکت کرتے اور ہمیشہ بھرپور وقت دیتے۔ Wigoltingen میں جب مسجد نور کی جگہ خریدی گئی تو جماعت نے ان سے کہا کہ اس جگہ کو آباد کرنا ہے تو یہ فوراً لبیک کہتے ہوئے اس جگہ شفٹ ہو گئے اور ایک لمبا عرصہ بطور خادم مسجد کے طور پر خدمت سرانجام دیتے رہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چھ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرم سید مبارک احمد شاہ صاحب (آف ہمبرگ۔ جرمنی)

22 دسمبر 2016ء کو 96 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ بہت نیک، دعا گو، انتہائی صابر و شاکر، عبادت گزار، خلافت کے لئے بے پناہ محبت اور غیرت رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ بے حد ملنسار اور مہمان نواز تھے اور دوسروں کو دعا کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے رہتے تھے۔ آپ لوگوں کے غم اور خوشی میں شریک ہوتے تھے۔ آپ مکرم سید کمال یوسف صاحب (ریٹائرڈ مبلغ سلسلہ ناروے) کے ماموں تھے۔

(9) مکرم شیخ قمر محمود صاحب (آف کوبلنز۔ جرمنی)

16 دسمبر 2016ء کو 45 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کافی عرصہ سے برین ٹیومر کی وجہ سے بیمار تھے اور طویل بیماری کا بڑی ہمت اور صبر سے مقابلہ کیا۔ آپ نے ریجنل امیر اور کوبلنز جماعت کے صدر کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مسجد طاہر کوبلنز کی تعمیر میں بھی کلیدی کردار ادا کرنے کی توفیق ملی۔ نظام جماعت اور خلافت سے نہایت اخلاص کا تعلق تھا۔ بہت عبادت گزار، ملنسار، صابر و شاکر، نیک اور باوفا انسان تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیتے تھے۔ تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ تبلیغی پروگراموں میں اپنے جرمن دوستوں کو لایا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

Morden Motor (UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

بقیہ: رپورٹ دورۂ کینیڈا 2016ء

.....................ازصفحہ نمبر20

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پس یہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے جو وقفِ نَو بچوں کے والدین خاص طور پر ماں اپنے ہونے والے بچے کی پیدائش سے پہلے خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک عہد کرتے ہوئے پیش کرتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کسی وقفِ نَو بچے کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے کہ ہم نے اگر وقف کیا تو ہم دنیاوی طور پر کس طرح گزارہ کریں گے یا یہ وسوسہ دل میں پیدا ہو جائے کہ ہم ماں باپ کی مالی خدمت کس طرح کریں گے۔ جو واقفین نَو لڑکے خاص طور پر اپنی تعلیم مکمل کر چکے ہیں خود بھی اپنی ظاہری اور مالی حالت کی بہتری کی بجائے روحانی حالت میں بہتری کی کوشش کریں۔ واقفین نَو کو تو اپنے قناعت کے معیاروں کو بہت بڑھانا چاہئے۔ اپنی قربانی کے معیاروں کو بہت بڑھانا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ واقفین نَو کو جہاں قربانی کا معیار بڑھانا ہے وہاں اپنی عبادتوں کے معیار کو بھی بلند کرنا چاہئے، اپنی وفا کے معیار کو بھی بڑھانا چاہئے۔ اپنے اور اپنے والدین کے عہد کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں سے کام لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دین کی خاطر، دین کی سربلندی کی خاطر کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تب اللہ تعالیٰ بھی نوازتا ہے اور کسی کو بغیر جزا کے اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اپنی دنیاوی تعلیم کے دوران مختلف دوروں سے گزرتے وقت بجائے خود فیصلے کرنے کے جماعت سے پوچھیں کہ ہمیں کس لائن میں جانا ہے۔ لائن منتخب کرنے کے بارے میں پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ واقفین نَو لڑکے جامعات میں جا کر مربی اور مبلغ بننے کو پہلی ترجیح دیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہر وہ احمدی جو چاہتا ہے کہ ان کی نسلیں نظام جماعت سے وابستہ رہیں انہیں چاہئے کہ اپنے گھروں کو احمدی گھر بنائیں، دنیاداروں کے گھر نہ بنائیں ورنہ اگلی نسلیں دنیا میں پڑ کر نہ صرف احمدیت سے دور چلی جائیں گی بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی دور ہو جائیں گی اور اپنی دنیا و عاقبت دونوں برباد کریں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ دو بج کر تیس منٹ پر ختم ہوا۔ [**خطبہ جمعہ کا مکمل متن ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے 18 دسمبر 2016ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔**]

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

آج کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر کیا گیا۔

....

یارک یونیورسٹی (ٹورانٹو) میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

آج پروگرام کے مطابق York University (ٹورانٹو) میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب تھا۔

York University کینیڈا کی بڑی یونیورسٹیز میں سے ایک ہے۔ اس یونیورسٹی کی تاریخ 1959ء سے شروع ہوتی ہے۔ اس میں 11 فیکلٹیز ہیں اور اس وقت 53 ہزار سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اساتذہ کی تعداد سات ہزار کے قریب ہے۔ اس یونیورسٹی سے اب تک تین لاکھ کے قریب طلباء تعلیم حاصل کر کے فارغ ہو چکے ہیں جو مختلف شعبہ جات میں اپنی خدمات بجا لا رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چھ بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور پولیس کے Escort میں یونیورسٹی کے لئے روانہ ہوئے۔ پولیس کے بارہ موٹرسائیکل قافلہ کو Escort کر رہے تھے۔

قریباً پندرہ منٹ کے سفر کے بعد چھ بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یونیورسٹی میں تشریف آوری ہوئی۔ یونیورسٹی کے مین گیٹ پر چانسلر آف یارک یونیورسٹی Greg Sorbara صاحب اور رضا مریدی صاحب نے جو کہ "Minister of Research, Innovation and Science" ہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور اپنے ساتھ ایک گیسٹ روم میں لے آئے۔ یہاں مختصر قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔

آج کی تقریب ''احمدیہ مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن'' کے تعاون سے ہو رہی تھی۔ حضور انور کے استفسار پر صدر AMSA نے بتایا کہ اس وقت یونیورسٹی میں 80 احمدی طلباء اور 150 احمدی طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور احمدی طلباء کی ایک بڑی تعداد ایسی بھی ہے جو یہاں سے تعلیم حاصل کر کے فارغ ہو چکی ہے۔

بعد ازاں ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال میں تشریف لے آئے جہاں طلباء، اساتذہ اور مہمان حضرات کی بڑی تعداد اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکی تھی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم باسل بٹ صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ کینیڈا نے کی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد امیر صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔

....

چانسلر آف یارک یونیورسٹی کا ایڈریس

بعد ازاں گریگ سوربارا (Greg Sorbara) چانسلر آف یارک یونیورسٹی نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

'السلام علیکم۔ عزّت مآب خلیفۃ المسیح!

مَیں بطور چانسلر یارک یونیورسٹی کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ مَیں آپ کے خطاب کا انتظار کر رہا ہوں۔ مَیں سوچتا ہوں کہ سامعین میں سے اکثر جانتے ہوں گے کہ خلیفۃ المسیح 2003ء سے جماعت احمدیہ کے روحانی لیڈر ہیں۔ اس مقام پر خلیفۃ المسیح کو جماعت احمدیہ کے لاکھوں افراد کی روحانی تربیت کرنی ہے جو کہ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ نے زراعت کے بارہ میں تعلیم حاصل کی ہے اور زمین کی دیکھ بھال کا آپ کو تجربہ ہے۔ آپ میں سے اکثر کو نہیں معلوم ہوگا کہ آپ نے افریقہ غانا میں زراعت کا ایک معجزہ دکھایا تھا اور وہ یہ تھا کہ پہلی مرتبہ غانا میں گندم اُگائی گئی۔

عزت مآب خلیفۃ المسیح! جماعت احمدیہ کینیڈا کی پچاس سالہ تقریبات منعقد ہو رہی ہیں، یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے لوگ کینیڈا بھر میں جوش و خروش کی کیفیت میں ہیں۔ آپ نے تمام مصروفیات کے باوجود جماعت کو پچھلے کئی ہفتوں سے بہت وقت دیا ہے۔ آپ کی موجودگی نے وینکوور سے کیلگری اور ٹورانٹو سے آٹوا تک سب کو متأثر کر رکھا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جماعت تیزی سے پھیل رہی ہے جس طرح اَور دوسری کینیڈین تنظیمیں پھیل رہی ہیں۔ جماعت کا مشن ہے کہ: ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''۔ جماعت کے ایسے مشن کی آواز پوری دنیا میں پہنچنی چاہئے۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ میرا تعلق اس جماعت سے کم از کم مقامی طور پر یارک ریجن میں کافی دیر سے ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ جماعت کی ابتدا میں یہاں کے ایک مبلغ کی محنت سے وان (Vaughn) میں ایک خوبصورت اور پُرکشش مسجد کی تعمیر شروع ہوئی اور مکمل ہوئی۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ اس مسجد کے اطراف کئی ہزار لوگ بس چلے ہیں۔ خاص طور پر اُن لوگوں نے اپنا اثر اپنے اطراف میں اور دوسری جگہوں پر ڈالا ہے۔

ہم سب خلیفۃ المسیح کے خطاب کو سننے کے لئے منتظر ہیں اور خاص طور پر مَیں کیونکہ یہاں کا چانسلر ہونے کی حیثیت سے مَیں سننا چاہتا ہوں کہ آپ کیا خطاب فرمائیں گے۔

مَیں دعا کرتا ہوں کہ آپ کے خطاب سے اور آپ کے مشن کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ مَیں اس پوڈیم پر اپنا کچھ اظہارِ خیال کر سکوں۔ شکریہ۔'

....

"Minister of Research, Innovation and Science" رضا مریدی صاحب کا ایڈریس

بعد ازاں رضا مریدی صاحب (Minister of Research, Innovation and Science) نے اپنا ایڈریس پیش کیا:

عزّت مآب خلیفۃ المسیح! چانسلر Sorbara صاحب اور تمام حاضرین!

مَیں بہت خوش نصیب ہوں کہ آج مَیں وزیر اعلیٰ صوبہ اونٹاریو کیتلن وِن اور اونٹاریو کی حکومت کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

ہم اونٹاریو میں آپ کی مہمان نوازی کر کے بہت خوش ہوتے ہیں۔ ہم آپ کے ٹورانٹو اور صوبہ اونٹاریو کے مستقبل کے دَوروں کے منتظر رہیں گے۔ یہ علاقہ ملٹی کلچر ہے اس میں اظہار رائے کی کھلی آزادی ہے نیز مذہبی رواداری بھی ہے جس پر تمام کینیڈا میں ہم عمل کرتے ہیں۔ ٹورانٹو کے اندر 200 سے زائد زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اس سے زیادہ مذاہب پر لوگ عمل کرتے ہیں۔ نہ صرف ٹورانٹو میں بلکہ تمام کینیڈا میں ہر کوئی اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کرتا ہے۔ ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہم کینیڈین ہیں اور ہم آزادی سے اپنے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں۔ بے شک وہ اسلام کی کوئی شاخ ہو یا عیسائیت کی یا یہودیت کی، ہندوازم، بدھ ازم یا کوئی بھی اَور مذہب ہو۔ یہ کینیڈا کی خوبصورتی ہے۔

کچھ سال قبل مَیں نے اونٹاریو Legislature میں یہ Motion پیش کیا تھا جو کہ 21 فروری انٹرنیشنل زبانوں کا دن تھا۔ بعض آپ میں سے جانتے ہوں گے کہ اس پیشکش کی شروعات بنگلہ دیش سے ہوئی جہاں پاکستانی فوج نے کئی طالبعلموں کو مار دیا جو اپنی زبان بولنے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اس سانحہ کے سبب UNO نے انٹرنیشنل زبانوں کا دن شروع کیا۔ مجھے یہ خوش نصیبی حاصل ہے کہ مَیں اس دن کو اونٹاریو Legislature میں لے کر آیا۔ اس طرح اونٹاریو میں بھی انٹرنیشنل زبانوں کا دن منایا جانے لگا۔ اس کے حق میں تمام پارلیمنٹ کے ممبروں نے ووٹ دیا تھا۔ مَیں نے اپنے ایڈریس میں اس دن کہا کہ اگر مَیں دنیا کی چھ ہزار زبانوں میں hello کہنا چاہوں تو ہم کئی ہفتے یہاں کھڑے رہیں گے۔ لیکن میں نے چالیس مختلف زبانوں میں یہ کہا۔ السلام علیکم کے ساتھ اور کئی زبانوں میں سلام کیا۔ یہ کینیڈا ہے جہاں ہم ایک دوسروں کی خاصیتوں کو قبول کرتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارا مختلف ہونا ہی ہماری قوت ہے۔ دنیا کے بعض ممالک میں وہ لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ مذہب کی آزادی ہونی چاہئے اور زبانیں بولنے کی آزادی ہونی چاہئے۔

آج ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بہت ساری جنگیں چل رہی ہیں۔ ان کی بنیادی وجہ اپنے ملک پر فخر کرنا اور دوسروں کے مذہب، زبان اور رواج وغیرہ کی عزت نہ کرنا ہے۔ یہ میرے مذہب میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ مَیں مسلمان پیدا ہوا تھا اور یہ سب مشرقِ وسطیٰ میں دیکھا جا رہا ہے۔ وہاں بہت مسائل ہیں۔ لیکن اسلامی دنیا میں ایک رہنما ہیں جو کہ حضرت مرزا مسرور احمد ہیں۔

خلیفۃ المسیح آپ مسلم دنیا کو اپنی تعلیم، کتب، تقاریر اور میٹنگ کے ذریعہ راہنمائی کر رہے ہیں کیونکہ آپ امن، اخوت، تمام لوگوں میں انصاف وغیرہ کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم بہت خوش ہیں کہ آپ نے یہ قدم اٹھایا۔ نیز ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ یہاں آئے۔ آپ کے ساتھ میری دوسری ملاقات ہے۔ پہلی ملاقات کچھ سال قبل ہوئی تھی جب McQuinty اونٹاریو کے Premier تھے۔ تب Hilton ہوٹل میں آپ سے ملنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آج بھی مَیں خوش قسمت ہوں کہ آپ کے ساتھ ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی کئی مرتبہ ملنے کا موقع ملے گا۔ ایک مرتبہ پھر اونٹاریو میں خوش آمدید۔ ہم آپ کے آئندہ مزید دَوروں کے منتظر رہیں گے۔

آخر میں مَیں کہوں گا ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' یہ ایک بہت اچھا پیغام ہے اور مَیں اس کی ہمیشہ بات کرتا رہتا ہوں۔

یہاں سے جانے سے قبل مَیں ایک خاص احمدی کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ویسے تو اس جماعت سے بہت مرد و خواتین ایسے ہوئے ہیں جو اپنی خصوصیت رکھتے ہیں لیکن ایک ان میں سے بہت عظیم وجود پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام تھے۔ آپ میں سے بعض جانتے ہوں گے کہ مَیں خود Physicist ہوں۔ وہ سائنس کے بہت عظیم وجود ہیں جنہوں نے انسانیت اور سائنس کی خوب خدمات سرانجام دی ہیں۔ ہمیں ہمیشہ انہیں یاد رکھنا چاہئے۔ انہوں نے اٹلی میں ایک سینٹر بنایا تھا جس کا نام Centre for Theoretical Physics ہے۔ اس میں تمام دنیا سے سائنسدان اکٹھے ہوتے ہیں تا کہ وہ اپنی تعلیم اور تحقیق کو مزید بڑھائیں۔

ایک مرتبہ پھر خلیفہ صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ آپ پھر ہمارے ہاں تشریف لائے۔ خاص کر سال کے اس وقت جب ہم جماعت احمدیہ کینیڈا کا پچاس سالہ جشن منا رہے ہیں۔ شکریہ۔ السلام علیکم۔

....

حضورانور ایدہ اللہ کا خطاب

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں اپنا خطاب فرمایا۔ خطاب کا موضوع تھا: "Justice in an unjust world"۔ اس خطاب کا اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب کا آغاز بسم اللہ الرحمان الرحیم سے فرمایا اور اس کے بعد تمام مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج ہمارے گرد دنیا مسلسل تبدیل ہورہی ہے اور ترقی کی جانب گامزن ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں تو بلاشبہ غیر معمولی ترقی ہوئی ہے۔ تکنیکی ترقی کو لیں تو روز بروز جدید تکنیکی اور سائنسی ایجادات ہورہی ہیں۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ترقی ہورہی ہے۔ مثلاً جدید ذرائع مواصلات اور الیکٹرانکس میں مسلسل تیزی سے ترقی ہورہی ہے اور اس ترقی اور ریسرچ سے ہماری زندگیوں میں کافی آسانیاں پیدا ہورہی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان اپنی عقل اور ذہانت کو استعمال کرکے آگے بڑھا ہے اور اپنی مہارت، پیداوار اور سہولیات میں اضافہ کیا ہے۔ تاہم یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ جہاں انسانیت تیز رفتاری سے ترقی کررہی ہے وہاں اس میں دُوریاں پڑ رہی ہیں اور مسلسل تفرقہ کا شکار ہورہی ہے۔ عالمی امن اور استحکام دن بدن تباہ ہو رہا ہے اور خطروں سے گِھر رہا ہے۔ بعض ممالک کے حکمران اور حکومتیں اپنی عوام کے حقوق مہیا کرنے میں ناکام ہورہی ہیں اور ان پر شدید مظالم کررہی ہیں اور ناانصافی برت رہی ہیں، جس کے ردّعمل میں عوام بھی ان کی مخالفت میں اُٹھ رہی ہے اور باغی گروہ بن رہے ہیں اور اس قسم کے متنازعہ علاقے دہشتگردوں اور انتہاپسندوں کے لئے زرخیز میدان بنے ہوئے ہیں۔ اس طرح ایسے گروہوں نے بہت سے ممالک میں اپنی جڑیں پکڑ لی ہیں۔ بعض ایسی مثالیں بھی ہیں کہ جن ملکوں میں خانہ جنگی ہورہی ہے وہاں بعض بیرونی طاقتیں ان ملکوں کے حکمرانوں کی مدد کررہی ہیں جبکہ بعض باغی عناصر کی مدد کررہی ہیں۔ چنانچہ دونوں گروہوں کو ظاہری اور خفیہ طور پر بیرونی معاونت حاصل ہے۔ اور اس کے نتائج ہم سب خون خرابہ، فساد اور معصوم لوگوں کے بہیمانہ قتل وغارت کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جہاں جدید ٹیکنالوجی اچھائی کی محرک بنی ہے، وہاں اسے برائی اور تباہی کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ ایسی ٹیکنالوجی بھی حاصل کرلی گئی ہے کہ ایک بٹن کے دبانے سے قومیں صفحۂ ہستی سے مٹ سکتی ہیں۔ مَیں وسیع تباہی مچانے والے ہتھیاروں کی طرف اشارہ کررہا ہوں جو ہماری سوچ سے بھی بڑھ کر دہشت، تباہی اور بربادی کرنے کے قابل ہیں۔ ایسے ہتھیار تیار کئے جارہے ہیں جو کہ نہ صرف موجودہ تہذیب کو تباہ کرسکتے ہیں بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی دُکھ اور تکلیف ہی چھوڑیں گے۔ موجودہ دور میں ہم معاشرے کی بہت سے طبقات میں دوہرے معیار اور منافقت دیکھ رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بدامنی، ان لوگوں کے لئے جو انسانیت کا درد رکھتے ہیں، سب سے بڑا مسئلہ ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

احمدیہ مسلم جماعت عالمگیر کے امام ہونے کی حیثیت سے یہ وہ مسئلہ ہے جو کہ مجھے ہر دوسرے مسئلہ سے زیادہ پریشان کئے ہوئے ہے۔ بطور ایک مسلمان رہنما، میرے لئے یہ ذاتی طور پر تکلیف کا باعث ہے کہ آج جو فساد برپا ہے اس کا مرکز نام نہاد مسلمان ہیں اور اس تمام فساد کو اسلام سے منسوب کیا جارہا ہے۔ ایک طرف تو زیادہ تر جنگیں اور جانوں کا نقصان مسلمان دنیا میں ہو رہا ہے جبکہ دوسری طرف نام نہاد مسلمانوں نے اپنی دہشت کا دائرہ مزید پھیلا دیا ہے اور یہاں مغرب میں بھی معصوم لوگوں کو نشانہ بنارہے ہیں۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ایسے لوگ اپنے نفرت انگیز اور بُرے اعمال کو اسلام کے نام پر جائز قرار دے رہے ہیں۔ اسلام کی خدمت کرنے کی بجائے، یہ تمام اسلام کے نام کو بدنام کرنے کے درپے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام کے لفظ کا مطلب ہی امن، تحفظ اور محبت ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس لحاظ سے ہمیں یہ ماننا ہوگا کہ یا تو دہشتگردوں اور انتہاپسندوں کے مذموم اقدامات کلیتہً اسلام کی تعلیمات کے مخالف ہیں یا پھر یہ ماننا ہوگا کہ امن کی بجائے اسلام حقیقتاً ایسا مذہب ہے جو انتہاپسندی اور فساد کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ جاننے کے لئے کہ ان دونوں مخالف بیانات میں سے کون سا ٹھیک ہے، ہمیں بہرصورت اسلام کی حقیقی تعلیمات دیکھنا ہوں گی۔ ہمیں اسلام کے بنیادی مأخذ یعنی اس کی مقدس کتاب قرآنِ مجید کو دیکھنا ہوگا اور مزید یہ کہ اس کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو دیکھنا ہوگا۔ اس لئے جو وقت میسر ہے اس میں آپ کے سامنے مَیں اسلام کی حقیقی تعلیم پیش کرتا ہوں جس کے بعد آپ بہتر طور پر سمجھ سکیں گے کہ دنیا میں موجود تفرقہ اور فساد اسلامی تعلیم کے باعث ہے یا پھر اس کی وجہ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دُوری ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی چند لفظوں میں دنیا اور تمام قوموں کے درمیان امن قائم کرنے کی بنیاد بیان فرمادی تھی۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ میرے خیال میں یہ ازلی ابدی اصول آج بھی وہی اہمیت رکھتا ہے جیسے کہ ماضی میں رکھتا تھا۔ یقیناً ہر انسان اپنے لئے امن اور تمام پریشانیوں اور دکھوں سے خلاصی پسند کرتا ہے۔ ہر انسان امید کرتا ہے کہ اس کے پاس پُرسکون زندگی کے ذرائع ہوں جس میں سختیاں نہ ہوں۔ ہر انسان اچھی صحت چاہتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگیوں سے تلخی اور درد کو دُور کرسکے۔ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ معاشرے میں اس کا ایک اچھا مقام ہو اور دوسروں سے عزت ملے۔ اسی طرح ہر حکومت اور ہر قوم بھی ایسی خوشحالی اور ترقی چاہتی ہے۔ تاہم کتنی قومیں اور کتنے ممالک ہیں جو درحقیقت دوسروں کے لئے بھی امن، ترقی اور کامیابی چاہتے ہیں؟ زبانی دعووں کی حد تک تو یہ کہنا بہت آسان ہے کہ ہاں ہم دوسروں کے لئے بہتر چاہتے ہیں۔ تاہم عملاً یہ بہت زیادہ مشکل اور دشوار ہے۔ جہاں بھی فائدہ کی بات ہو، اکثر لوگ اپنے مفاد اور اپنی بھلائی کو دوسروں کے حقوق پر فوقیت دیتے ہیں۔ یہ انفرادی سطح پر بھی سچ ہے اور اجتماعی طور پر قومی سطح پر بھی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

افسوس ہے کہ آج ہمیں بے غرضی کی بجائے خودغرضی ہی نظر آتی ہے۔ اکثر لوگ اور قومیں اپنے حقوق کو فوقیت دیتے ہیں اور اپنے مقاصد اور خواہشات پوری کرنے کی خاطر دوسروں کے حقوق پامال اور غصب کرنے پر تیار ہوتے ہیں۔ مسلمان دنیا میں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حکمران اور عوام نے اپنے مذہب کی حقیقی تعلیمات چھوڑ دی ہیں اور فتنہ وفساد میں پڑے ہوئے ہیں۔ مختصر یہ کہ حکمران اپنی عوام کو تحفظ دینے اور ان کے حقوق قائم کرنے کے فریضہ میں ناکام ہوچکے ہیں اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے باغی گروہ بھی درست اور انصاف کے طریق سے بھٹک گئے ہیں۔ ہم بار بار مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا کی اہم طاقتیں انصاف اور استحکام کے رستہ پر چلنے کی بجائے صرف اپنے مفادات حاصل کرنے کی فکر میں ہیں۔ وہ مسلمان حکومتوں کی مدد یا مخالف گروہوں کی مدد کا فیصلہ کریں، اس کی بنیاد اس پر نہیں ہوتی کہ کیا ٹھیک اور درست ہے، بلکہ اس پر ہوتی ہے کہ کون سا گروہ ان کے مفادات بہتر طور پر پورے کرسکتا ہے۔ جبکہ اسلام تو کہتا ہے کہ جیسے ہم اپنی بہتری کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں، بالکل اسی طرح ہمیں دوسروں کی بہتری اور ان کے حقوق ادا کرنے کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر اس سنہری اصول پر عمل کیا جائے تو اس سے دنیا میں حقیقی امن اور تحفظ کی راہ ہموار ہوگی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام امن قائم کرنے کے لئے امانتوں کے حق پورے کرنے پر بھی بہت زور دیتا ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم کی سورہ نساء آیت نمبر 59 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں مسلمانوں کو واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ ان امانتوں کا حق ادا کریں جو ان کو دی گئی ہیں۔ ان میں وہ امانتیں اور عہد بھی شامل ہیں جو انفرادی سطح پر کئے جاتے ہیں اور وہ بھی جو اجتماعی سطح پر کئے جاتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جہاں تک ذاتی امانتوں کا تعلق ہے تو انسان کو نہ دوسروں کی املاک اور حقوق غصب کرنے چاہئیں اور نہ ہی دوسروں کے حقوق کی ادائیگی سے رُوگردانی کرنی چاہئے۔ جہاں تک اجتماعی امانتوں کا تعلق ہے تو اس کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ عوام، ریاست کے لئے ایسے نمائندے منتخب کرے جو ان کے خیال میں قوم کا حقیقی سرمایہ ہوں۔ جب انتخاب اور نامزدگی کا موقع آئے تو یہ نہ ہو کہ صرف اپنے اتحادی اور پارٹی ممبر کو ہی ووٹ دینا ہے، بلکہ چاہئے کہ وہ یہ دیکھے کہ جس عہدہ کے لئے انتخاب کیا جارہا ہے اس کے لئے کون زیادہ موزوں اور قابل ہے۔ اس کے بعد جو منتخب ہوجائیں اور جنہیں حکومت کی کلید سپرد کردی جائے تو پھر انہیں اپنے فرائض مکمل دیانتداری اور انصاف سے ادا کرنے چاہئیں۔ پس یہ تعلیم جمہوریت کا وہ معیار ہے جسے اسلام بڑے فخر سے پیش کرتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہر معاشرے میں ہر فرد کے ذمہ بعض امانتیں اور فرائض ہوتے ہیں اور معاشرے کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ عام شہری اور حکمران ایک دوسرے کے فرائض حقیقی انصاف سے ادا کریں۔ اگر مسلمان دنیا ان اصولوں پر عمل کرتی تو ہم وہ فتنہ وفساد نہ دیکھتے جس کی لپیٹ میں آج کئی ملک آچکے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں ذاتی طور پر یقین رکھتا ہوں کہ اس قرآنی اصول کی عالمگیر اہمیت ہے اور صرف مسلمان دنیا کے لئے نہیں بلکہ یہ تمام دنیا کے لئے مفید ہے۔ تمام ملکوں کے شہریوں کو اپنی پارلیمان اور اسمبلیوں کے لئے ایسے افراد کو منتخب کرنا چاہئے جن کو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ قوم کی بہتری اور ترقی کے لئے کام کریں گے۔ جہاں افراد یا کسی مخصوص پالیسی کے لئے ووٹ دینے کا معاملہ ہو وہاں ذاتی تعلقات اور پارٹی کی پیروی کرنے کی بجائے یہی رہنما اصول اپنانا چاہئے۔ اگر ملکی رہنما کرپٹ اور ذاتی مفادات پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے اپنے لوگوں کی ترقی کے لئے کوشش کرنے والے ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ لوگ اپنی حکومتوں کے خلاف کھڑے ہوں یا خانہ جنگی اور اختلافات بڑھیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس سے بڑھ کر پھر بڑی طاقتوں اور اقوام متحدہ جیسے عالمی اداروں کو بھی عہدوں اور امانتوں کے حق ادا کرنے کا یہ اصول ہمیشہ مقدم رکھنا چاہئے۔ کمزور ملک ہمیشہ بڑی طاقتوں سے مدد لینے پر مجبور ہوتے ہیں اس لئے بڑی طاقتوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اس امانت کا حق ادا کریں جو کمزور ممالک نے ان کے سپرد کی ہوئی ہے۔ بڑی طاقتوں کو چاہئے کہ وہ پسماندہ ممالک کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے میں مدد کرنے کی مخلصانہ کوشش کریں اور انہیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ کمزور ممالک کی ترقی اور خوشحالی میں ہی دنیا کا فائدہ ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسی طرح اقوامِ متحدہ میں یہ نہیں ہونا چاہئے کہ بعض ممالک تو اپنی ناجائز طاقتوں کا اظہار کرتے پھریں یا سیکیورٹی کونسل کے مستقل ممبران صرف ذاتی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے طریق پر ویٹو کا حق استعمال کریں جس سے اکثریت کا مفاد خطرہ میں پڑ جائے۔ بلکہ اقوامِ متحدہ کے تمام ممبران کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر کام کریں اور دنیا میں امن وسلامتی کے قیام کے عہد کو پورا کریں جس پر اس ادارے کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس یہ قومیں نہ تو اپنے عہدوں کو پورا کررہی ہیں اور نہ ہی عدل وانصاف کے ساتھ کام کررہی ہیں۔ حال ہی میں اقوام متحدہ کے سابق اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری Anthony Banbury نے ایک آرٹیکل شائع کیا جس میں انہوں نے اقوام متحدہ (جہاں وہ خود کام بھی کرچکے ہیں) کی اپنے مقاصد میں ناکامی کا ذکر کیا۔ وہ نیویارک ٹائمز میں لکھتے ہیں: مَیں اقوام متحدہ سے پیار کرتا ہوں مگر وہ ناکام ہورہی ہے۔ بیوروکریسی بہت زیادہ ہے اور نتائج بہت کم۔ اقوام متحدہ کے اصولوں اور مقاصد پر عمل کرنے کی بجائے یا حقیقت کو بنیاد بنانے کی بجائے بہت سے فیصلے سیاسی وجوہات کی بناء پر کردیئے جاتے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں: اگر اقوام متحدہ اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس کی ازسرِ نو تجدید کی ضرورت ہے جہاں ایک بیرونی کمیٹی ہو جو سسٹم کی نگرانی کرے اور مناسب تبدیلیوں کی سفارش کرے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس اقوام متحدہ کے قریبی بھی اب اعلانیہ اس کی کمیوں کی نشاندہی کررہے ہیں کہ یہ دنیا کا امن اور سلامتی برقرار رکھنے میں ناکام ہوچکی ہے۔ جہاں تک مغربی ممالک کی غلط خارجہ پالیسیوں کی بات ہے تو اس کی گزشتہ سالوں میں تازہ مثال 2003ء میں ہونے والی عراق کی جنگ ہے۔ یوکے کے سابق وزیر خارجہ David

Miliband جو اس وقت انٹرنیشنل ریسکیو کمیٹی کے صدر ہیں نے کچھ عرصہ پہلے عراق کی جنگ کے دیرینہ اثرات کے حوالہ سے بات کی۔ عراق میں دہشتگردی اور مستقل عدم استحکام کے حوالہ سے اخبار The Observer کو انٹرویو دیتے ہوئے David Miliband صاحب نے کہا: عراق کی موجودہ صورتحال کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ عراق پر ہونے والا حملہ یا اس کے بعد کے حالات کو خاص طور پر دیکھا جائے۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا صدام حسین عراق کو متحد رکھ سکتا تھا یا داعش جیسی تنظیموں سے عراق کو بچا سکتا تھا تو انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ اس کا معمولی امکان تھا۔ یہ بیان سابق ممبر برٹش پارلیمنٹ کا ہے جنہوں نے عراق جنگ کے حق میں ووٹ دیا تھا۔

اسی طرح ایک مشہور کالم نگار Paul Krugman نے حال ہی میں نیو یارک ٹائمز میں لکھا کہ کہ عراق کی جنگ کوئی معصومانہ غلطی نہ تھی۔ یہ ایک ایسا معرکہ تھا جس کی بنیاد انٹیلیجنس کی خبروں پر رکھی گئی تھی جو بعد میں غلط نکلیں۔ عوام کی تسلی کے لئے جو دلائل دئے گئے وہ صرف اور صرف بہانے اور جھوٹے بہانے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

چنانچہ جن لوگوں نے ابتدائی طور پر عراق کی جنگ کی حامی بھری یا وہ جو اقوامِ متحدہ کے حامی تھے وہ بھی اپنی غلطیوں اور ان کے بھیانک نتائج تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ ایسی ناانصافیوں نے دنیا کے امن کو تباہ و برباد کر ڈالا ہے اور داعش جیسی دہشت گرد تنظیموں کو حکمران بننے اور آگے بڑھنے کے قابل بنا دیا ہے۔ ایسے گروہ اب نہ صرف مسلم دنیا بلکہ ساری انسانیت کے لئے خطرہ بن گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

لیکن ابھی بھی نہیں لگتا کہ دنیا ماضی کے سبق سے کچھ سیکھ رہی ہے۔ وزارت خارجہ کی غیر منصفانہ پالیسیاں ابھی بھی غالب ہیں اور مختلف ممالک میں جنگ بھڑکا رہی ہیں جس کے نتیجہ میں معصوم بچوں، عورتوں اور مردوں کی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ بعض بڑی طاقتیں اپنے کاروباری مفادات کو ہر چیز پر فوقیت دئے ہوئے ہیں اور دوسرے ملکوں کو جدید ترین اسلحہ بیچ رہی ہیں باوجود اس کے کہ صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ اسلحہ معصوم لوگوں کو ناکارہ کرنے اور اَن گنت جانوں کے ضیاع کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ میں جو بھی کہہ رہا ہوں کوئی ڈھکی چھپی یا نئی بات نہیں بلکہ یہ باتیں ایک عرصہ سے عام ہیں۔ مثلاً بعض مغربی ممالک سعودی عرب کو مسلسل اسلحہ بیچ رہے ہیں جو یمن کے لوگوں کو ٹارگٹ کرنے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ کسی مسلمان ملک کے پاس اتنے بڑے پیمانے پر اسلحہ بنانے والی فیکٹریاں نہیں جو ایسے جان لیوا اور جدید ہتھیار بنا سکیں۔ پس مغربی ممالک ہی ان کا ذریعہ ہیں۔ بعض بڑی طاقتیں مسلمان حکومتوں کو اسلحہ بیچ رہی ہیں جبکہ دوسری حکومتیں انہی ملکوں میں باغی عناصر کو اسلحہ بیچ رہی ہیں۔ پس ہر دو فریق کو بیرونی طور پر اسلحہ اور مدد فراہم کی جا رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

عام فہم بات ہے کہ اگر اسلحہ کی یہ تجارت روک دی جائے تو مسلمان ممالک کے پاس ایک دوسرے سے لڑنے کے لئے کوئی اسلحہ نہ رہے گا۔ یہاں تک کہ بعض مغربی ممالک کے تجزیہ نگاروں نے بھی اس قسم کی عالمی تجارت کرنے والوں کی منافقت اور اخلاقی گراوٹ پر آواز اٹھائی ہے۔ لیکن اس کے باجود اگر اس تجارت کے متعلق سوال کیا جائے تو حکومتیں یا تو ایسے سوالات کو بالکل ہی نظرانداز کر دیتی ہیں یا ایسے کاموں کو جائز قرار دینے کی کوشش کرتی ہیں جو کہ صریحاً ناجائز ہیں۔ اگر انہیں کسی بات کی فکر ہے تو یہ کہ ان کے چیک کلیئر ہوں تا کروڑوں ڈالرز ان کے قومی بجٹ میں شامل ہو سکیں۔ مختصر یہ کہ پیسہ بولتا ہے اور اخلاقیات کا نام و نشان بھی دیکھنے کو نہیں ملتا۔ اب ایسے ماحول میں زمین پر امن کیسے قائم ہو سکتا ہے جہاں دہشتگرد تنظیمیں کثیر تعداد میں بھاری اسلحہ اور فنڈز حاصل کرنے میں مسلسل کامیاب ہوتی نظر آ رہی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں اکثر یہ سوال اٹھاتا ہوں کہ دہشتگرد تنظیم داعش کے لئے یہ کیسے ممکن ہوا کہ وہ اتنی امیر ہو گئی۔ وہ اپنے کروڑوں ڈالرز کہاں سے حاصل کرتی ہے؟ اس کی فنڈنگ ابھی تک کیوں نہیں روکی گئی؟ وہ کس طرح تیل کی تجارت اور اسلحہ خرید رہے ہیں؟ مغربی طاقتوں اور اقوام متحدہ نے تو طاقتور ملکوں پر بھی نہایت سخت پابندیاں لگائی ہوئی ہیں لیکن اس کے باوجود وہ داعش جیسی تنظیموں کی فنڈنگ کو نہیں روک سکے؟ اب اس قدر تاخیر کے بعد بھی جب داعش کی فنڈنگ روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے تب بھی وہ کروڑوں ڈالرز کما رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حال ہی میں کینیڈا کے وزیر برائے امن عامہ (Public Safety) نے اعلان کیا ہے کہ وہ آئندہ داعش کو اسلامی مملکت کے نام سے کبھی نہیں پکاریں گے۔ انہوں نے کہا ہے کہ داعش نہ تو اسلام ہے اور نہ ہی کوئی مملکت ہے۔ ان کا یہ بیان بہت عمدہ تھا اور اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مغربی ممالک اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایسے جنگ و جدل کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ تاہم ان گروپس کی فنڈنگ اور نشوونما کو روکنے کے لئے مؤثر طریقے اختیار نہیں کئے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں نے دنیا میں جاری عدل و انصاف کی کمی کے متعلق تفصیلی بات کی ہے اس لئے اب میں بیان کروں گا کہ اسلام کے نزدیک عدل کے کیا معنی ہیں؟ جیسا کہ وقت محدود ہے میں قرآن کریم کی دو آیات بیان کروں گا جو کہ اسلام کی بے نظیر عدل اور انصاف کی تعلیم پر روشنی ڈالتی ہیں۔ سورۃ نساء کی آیت نمبر 136 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے ایماندارو! تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے (اور) اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ۔ گو (تمہاری گواہی) تمہارے اپنے (خلاف) یا والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف (پڑتی) ہو۔ اگر وہ (جس کے متعلق گواہی دی گئی ہے) غنی ہے یا محتاج ہے تو (دونوں صورتوں) میں اللہ ان دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے۔ اس لئے تم (کسی ذلیل) خواہش کی پیروی نہ کیا کرو۔ تا عدل کر سکو اور اگر تم (کسی شہادت کو) چھپاؤ گے یا (اظہار حق سے) پہلو تہی کرو گے تو (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہوئے اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

اس سورۃ میں مسلمانوں کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنے خلاف اور اپنے گھر والوں کے خلاف بھی گواہی دینے کے لئے تیار رہیں تاکہ سچ کا بول بالا ہو اور عدل قائم ہو سکے۔ ایک مسلمان کی سچائی کے ساتھ وابستگی ہر چیز سے بالا ہونی چاہئے۔ اسی طرح سورۃ المائدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے ایماندارو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے ایستادہ ہو جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو، وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

مسلمانوں کو اپنے ہی نفسوں کے خلاف گواہی دینے کی نصیحت کرنے کے بعد اس آیت میں قرآن کریم نصیحت کرتا ہے کہ مسلمان تمام لوگوں سے عدل اور احسان کا سلوک کریں چاہے وہ ان کے مخالف اور دشمن ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ انصاف کا وہ اعلیٰ معیار ہے جس کی تعلیم اسلام دیتا ہے۔ لیکن اگر موجودہ اسلامی حکومتیں ان تعلیمات پر عمل پیرا نہیں تو یہ ان کا قصور ہے۔ لہٰذا ان حکومتوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے اسلام کو موردالزام ٹھہرانا ناانصافی اور غلط ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں پھر سے کہتا ہوں کہ مغربی دنیا بھی ذمہ داری سے بَری نہیں ہے اور یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ ذاتی مفادات پورے کریں یا غیر جانبدارانہ طور پر ہماری آئندہ نسلوں کے بہتر اور روشن مستقبل کے لئے کام کریں۔ اگر ہر پالیسی کی بنیاد عدل اور انصاف پر ہوگی تو تمام اختلافات جنہوں نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے خود بخود بغیر کسی فساد، خون ریزی اور ظلم کا رستہ اپنائے حل ہو جائیں گے۔ اگر ہم حقیقت میں امن چاہتے ہیں تو ہمیں عدل سے کام لینا ہوگا۔ ہمیں عدل و انصاف کو اہمیت دینا ہوگی۔ جیسا کہ اسلام کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا چاہئے جو اپنے لئے پسند کریں۔ ہمیں دوسروں کے حقوق کی پاسداری کے لئے بھی ویسا ہی عزم اور جوش دکھانا چاہئے جیسا کہ ہم اپنے لئے دکھاتے ہیں۔ ہمیں اپنی سوچ کو بلند کرنا چاہئے اور اپنے فائدہ کی بجائے صرف وہی دیکھنا چاہئے جو دنیا کے لئے اچھا ہے۔ اس دور میں امن قائم کرنے کے یہی ذرائع ہیں۔

خطاب کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں دل کی گہرائیوں سے خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام فریقوں اور تمام قوموں کو فہم و فراست عطاء کرے تا وہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے بے غرض ہو کر مل جل کر کام کرنے والے ہوں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔

....

حضور انور کا یہ خطاب سات بج کر 35 منٹ پر ختم ہوا۔ تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر کافی دیر تک تالیاں بجائیں۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

....

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یونیورسٹی کے چانسلر Greg Sorbara اور منسٹر رضا مریدی صاحب کے ساتھ گیسٹ روم میں تشریف لے آئے۔ یہاں چائے اور ریفریشمنٹ کا پروگرام تھا۔ اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یونیورسٹی کے چانسلر اور منسٹر رضا مریدی صاحب سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی واپس پیس ویلیج کے لئے روانگی ہوئی۔ پولیس نے قافلہ کو Escort کیا۔ قریباً پچیس منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پیس ویلیج تشریف آوری ہوئی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’مسجد بیت الاسلام‘‘ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مکرم ڈاکٹر ابراہیم احمد منیب صاحب ابن مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر ابراہیم صاحب کا گھر پیس ولیج میں ناصر سٹریٹ پر واقع ہے۔ یہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر قیام فرمایا۔ اس دوران ناصر سٹریٹ پر پیس ولیج کے مکینوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو چکا تھا اور مسلسل نعرے لگا رہا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ناصر سٹریٹ اور احمدیہ ایونیو سے گزرتے ہوئے اپنی رہائشگاہ بشریٰ سٹریٹ پر آنا تھا۔ یہ سارا راستہ ہی مرد و خواتین اور بچوں، بچیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں یہ لوگ جمع تھے کہ جب بھی ان کے پیارے آقا کا اس راستہ سے گزر ہوگا تو وہ جہاں اپنے آقا کا دیدار کریں گے وہاں السلام علیکم کہنے کی سعادت پائیں گے۔

رات ساڑھے دس بجے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر آنے کے لئے پیدل روانہ ہوئے تو ان عشّاق نے بڑے پُرجوش انداز میں نعرے بلند کئے۔ ہر طرف سے السلام علیکم حضور! کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ خواتین اور بچیاں اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں۔ اس راتہ پر دائیں بائیں ہر طرف سے سینکڑوں کیمرے مسلسل تصاویر بنا رہے تھے۔ حضور انور کے ایک ایک لمحے کی تصویر جہاں ان کے دلوں پر بن رہی تھی وہاں ان کے کیمروں میں بھی محفوظ ہو رہی تھی۔ اللہ یہ سعادتیں اس بستی کے مکینوں کے لئے مبارک کرے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

....

یارک یونیورسٹی (ٹورانٹو) میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے بعد تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب نے سامعین کے دلوں پر گہرا اثر ڈالا اور بعض مہمانوں نے برملا اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔

☆ Cat Courier، Indigines Elder، Member of University of Toronto نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آج کا دن ایک تحفہ تھا۔ ایسی باتیں سن کر بہت لطف آتا ہے کہ ہم سب مل کر دنیا کے امن کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح انسانوں کی خدمت اور انسانوں کے برابر کے حقوق کے بارہ میں سن کر دل کو خوشی ہوتی ہے۔ جو بات مجھے خاص طور پر پسند آئی، وہ یہ تھی کہ خلیفۃ المسیح نے جو کچھ بھی کہا وہ دل کی گہرائی سے کہا۔ جب کوئی سچائی کی باتیں دل سے کرتا ہے تو وہ ہمیشہ یادگار رہتی ہیں۔ یہ بھی کہ وہ دنیا کی دوسری طرف سے آکر وہی پیش کر رہے ہیں جسے ہم پسند کرتے ہیں۔ مَیں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت محسوس کر رہا ہوں کہ آج کی اس تقریب میں شامل ہوا۔

☆ Kenyan ،John Muthangi Catholic Priest From North York نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفۃ المسیح کو دنیا کے مسائل اور مشکلات کا خوب علم ہے۔ یہ سن کر مَیں بہت حیران ہوا تھا کہ ان کو کتنا گہرا علم ہے۔ جو باتیں انہوں نے قرآن کریم سے پیش کیں وہ نہایت آسان زبان میں سمجھ آگئیں۔ یہ بات خاص طور پر مجھے پسند آئی کہ خلیفہ صاحب نے بیان کیا کہ دنیا میں جو مختلف جنگیں ہورہی ہیں وہ کسی خاص طاقت کی مدد یا اس کی سرپرستی میں ہورہی ہیں اور اگر بڑی حکومتیں امداد کرنا چھوڑ دیں یہ سب کچھ ختم ہوسکتا ہے۔

☆ ایک طالبہ علم Sheryl Cress نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: یہ بہت اچھا موقع تھا جس میں ہم سب کو اسلام کی بعض حقیقی تعلیمات کا پتہ لگا۔ اب مجھے اسلام کا کچھ علم حاصل ہوگیا ہے۔ اب مَیں صرف گمان پر نہیں چل رہی۔ خلیفہ صاحب نے امن کے حوالے سے خوب اچھی باتیں کیں۔ یہ بات خاص طور تعریف کے لائق ہے کہ خلیفہ صاحب نے سمجھایا کہ ہم میں بہت ساری تعلیمات کے حوالہ سے ملتی جلتی ہیں لیکن ہماری ایک دوسرے سے ناآشنائی کی وجہ سے سمجھی نہیں جاتیں۔ یہ بات سمجھ کر بہت اچھا لگ رہا ہے کہ ہماری اور آپ لوگوں کی بنیادی اقدار ایک ہی ہیں۔ آپ سب کا شکریہ کہ آپ نے اس پروگرام کا انعقاد کیا۔

☆ Candidate of Record Conservative ،Constentine Tubus Party Vaughn نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میرے علاقہ میں بہت احمدی رہتے ہیں۔ پہلی دفعہ خلیفۃ المسیح کی باتیں سن کر بہت اچھا لگا۔ مجھے پتہ لگا ہے کہ خلیفۃ المسیح نے یورپین پارلیمنٹ اور دنیا کے دوسرے حکومتیں اداروں میں خطاب کیا ہے۔ اس لحاظ سے آج مجھے خوشی ہے کہ مجھے خلیفۃ المسیح کی باتیں سننے کا موقع ملا۔ یہ بات خلیفۃ المسیح نے خوب واضح کی کہ آج انسانیت کے لئے امن کتنا ضروری ہے۔ اگر امن نہیں ہے تو باقی سب ہیچ ہے۔ ان کی باتیں نہایت آسان لیکن خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ بات تعریف کے لائق ہے کہ آج کی دنیا میں جبکہ مسلمانوں میں بہت انتہا پسند تنظیمیں فساد برپا کررہی ہیں ایک ایسی اسلامی جماعت ہے جو کھلے طور پر اس فساد کو بُرا کہتی ہے اور اسلام کے بارہ میں صحیح پیغام پہنچاتی ہے۔

☆ Yousar Albrani جرنلسٹ نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: یہ بات مجھے بہت پسند آئی کہ خلیفۃ المسیح نے آپس میں صلح کے ساتھ رہنے کے بارہ میں بتایا۔ ایک جرنلسٹ ہونے کے لحاظ سے مَیں اکثر امن اور عورتوں کے حقوق کے بارہ میں لکھتی ہوں۔ لیکن جب ایک اتنا بڑا لیڈر اس بارہ میں بات کرتا ہے تو وہ ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ وہ دنیا کے تمام لوگوں کو ایک اچھا پیغام دے رہے ہیں۔ یہ بات خلیفۃ المسیح نے وضاحت سے بیان کی کہ اسلامی دنیا میں جو مسائل چل رہے ہیں۔ ان کے پیچھے دوسری حکومتوں کا ہاتھ ہے۔ یہ بات میرے دل کو بہت اچھی لگی کہ خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ان کو ذاتی طور پر دکھ ہوتا ہے جب وہ دنیا کے حالات کے بارہ میں پڑھتے ہیں۔ مَیں آپ کو اور خلیفۃ المسیح کو کہوں گی کہ یہ اچھا کام جاری رکھیں کیونکہ اس وقت دنیا کو اس کی اشد ضرورت ہے۔

☆ ،Swami Bhagwan Shankar Divine Light Awakening Society Canada نے کہا کہ مَیں عظیم خلیفۃ المسیح کے بارہ میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہوں گا کہ جو روحانیت ان کو حاصل ہے وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ جب سے مَیں نے ان کو دیکھا ہے میرے دل کو ایک خاص لذّت حاصل تھی۔ ان کو دیکھ کر ہی ایک روحانیت قائم رہی۔ مَیں ان کے لئے بہت خوش ہوں کہ وہ یہاں آئے۔ ان کے پاس ایک خاص خداداد طاقت ہے۔ وہ دل کی گہرائی سے تمام دنیا کے امن کی بات کرتے ہیں۔ میرے خیال میں انہوں نے یہ بات نہایت واضح کردی کہ اسلام کا دہشتگردی اور انتہاپسندی سے دُور دُور تک کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے۔ یہ قرآن کریم کی بات مجھے بہت پسند آئی کہ انسان کو سب سے پہلے خودغرضی کو چھوڑ کر دوسروں کے بارہ میں سوچنا چاہئے۔ بے شک اگر اپنی کوئی برائی یا اپنے کسی قریبی کی برائی کو تسلیم کرنا پڑے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہی ہے۔ یہ بات بھی انہوں نے بتائی کہ بڑی حکومتیں چھوٹی حکومتوں پر پابندیاں تو لگا دیتی ہیں لیکن ساتھ ہی وہ ایسے کام کرتی ہیں جن سے دنیا کا امن خراب ہوتا ہے اور ان تنظیموں کو بڑھاوا ملتا ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ دنیا میں ہم امن قائم نہیں کرسکتے اگرچہ تمام روحانی کتب میں امن کے بارہ میں لکھا ہے اور ہمارے پاس پیسہ بھی خوب ہے۔ یہ بات بھی خلیفہ صاحب نے سمجھائی کہ اگر ہم خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو ہم اس کی تمام مخلوق سے کیوں نہیں کرتے۔ مَیں یہ نہیں کہوں گا کہ میرے خیال میں بلکہ مجھے کامل یقین ہے کہ خلیفۃ المسیح نے جو بھی باتیں کہیں وہ خلوص نیت سے کہیں کیونکہ میرا دل ان کی باتوں سے لرزتا تھا۔ ان کو دیکھ کر ہی ایک خاص لذّت حاصل ہوتی تھی۔ وہ کسی کو خوش کرنے نہیں آئے تھے نہ ہی کوئی بات منوانے بلکہ ان کی باتیں صرف سچائی کی باتیں تھیں جو خود ہی سمجھ آرہی تھیں۔ مَیں بھی انہیں کی طرح دعا کرتا ہوں کہ انسانیت کو ان تمام اقدار کا علم ہوجائے اور وہ ان کی قدر کریں۔

☆ ٹورانٹو سے آنے والی ایک مہمان Hillary Puncarad نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفۃ المسیح نے آج اسلام کی بہت سی باتیں پس منظر کے ساتھ ہمیں سمجھائیں جبکہ میڈیا ایسا نہیں کرتا۔ اسلام کے بارہ میں انہوں نے جو باتیں بیان کیں وہ سن کر بہت اچھا لگا۔ مَیں ایک بدھسٹ ہوں اور مجھے بتایا گیا کہ خلیفۃ المسیح کی حیثیت دلائی لاما یا پوپ کی مانند ہے۔ اس بات کی مجھے بہت خوشی ہے کہ مَیں اُن کے ساتھ ایک ہی کمرہ میں بیٹھ سکی۔ میرے خیال میں بہت لوگوں کو ان کا پیغام دیکھنا اور سننا چاہئے اس سے بہت فائدہ ہوگا۔

☆ Mississauga سے آنے والی ایک مہمان خاتون Sharmain صاحبہ نے کہا کہ آج جو باتیں خلیفۃ المسیح نے کیں وہ بہت حکیمانہ تھیں۔ یہ بات مجھے بہت پسند آئی کہ خلیفۃ المسیح سیدھی بات کرتے ہیں اور ایسی بات کرنے سے بالکل نہیں ڈرتے۔ احمدیہ جماعت حقیقی اسلام کا نمونہ ہے لیکن افسوس ہے کہ میڈیا اسلام کی یہ تصویر نہیں پیش کرتا۔ جو بھی باتیں خلیفۃ المسیح نے کہیں ہم سب جانتے ہیں کہ وہ سب سچ ہیں۔ مَیں ہمیشہ اسلام کے بارہ میں یہ گمان رکھتی تھی لیکن آج خلیفۃ المسیح نے وہ سب کچھ آسان زبان میں سمجھا دیا۔ جتنا بھی مجھے علم ہے کہ جماعت احمدیہ مختلف خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوتی ہے اور مَیں کہوں گی کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ خلیفۃ المسیح کی باتوں سے مجھے سوچنا پڑتا ہے کہ مَیں کیا خدمت کررہی ہوں اور مَیں خود کتنی نیک ہوں۔ مَیں اپنی زندگی میں کیا کررہی ہوں۔ خلیفۃ المسیح نے بالکل ٹھیک کہا کہ دنیا کو صرف پیسے کی فکر ہے لیکن اصل فکر دوسروں کے امن اور ہمدردی کی ہونی چاہئے۔ خلیفۃ المسیح کو بات کرنے کا بہت اچھا انداز حاصل ہے۔ وہ نہایت حکیمانہ طور پر باتیں سمجھاتے ہیں۔ وہ ایسی باتیں کرتے ہیں جن کو سن کر انسان سوچ میں پڑ جاتا ہے اور جس سے علم کی مزید پیاس پیدا ہوتی ہے۔ ایسا محسوس ہوا ہے کہ تمام سامعین کو یہی محسوس ہوا ہوگا۔

☆ Mario Romaldi مہمان از نارتھ یارک نے کہا کہ جو باتیں خلیفۃ المسیح نے کہیں وہ سب عام سچائیاں ہیں۔ کوئی بھی شخص جو سن رہا تھا نہیں کہہ سکتا کہ خلیفۃ المسیح کی بات کے ساتھ مَیں متفق نہیں ہوں خواہ وہ کیسا ہی عقیدہ رکھتا ہو۔ دنیا کا امن صرف سب لوگوں کو مل کر ایک مقصد کے لئے کام کرنے پر حاصل ہوسکتا ہے۔ بہت سے لوگ ہال میں موجود تھے لیکن خلیفہ صاحب نے اس انداز میں باتیں فرمائیں کہ لگ رہا تھا جیسے اکیلا انسان ان سے گفتگو کررہا ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے

.........از صفحہ نمبر 16

میں ان کی رہنمائی کرنا، یہ صرف اور صرف حضرت خلیفۃ المسیح ہی کا خاصہ ہوسکتا ہے۔ وہ خلیفہ جو خدا نے خود چنا ہو۔ اسی خلیفہ کی آواز کے بارہ میں تو کہا گیا کہ

جو آرہی ہے صدا، غور سے سنو اس کو
کہ اس صدا میں خدا بولتا سا لگتا ہے

حضور انور کے خطبات کا ہر لفظ ہمارے ذہنوں میں گردش کرنے والے سوالات اور مسائل کا حل ہے۔ آپ کے خطابات جو آپ بین الاقوامی سطح پر سیاسی و ملّی اکابرین کے سامنے ارشاد فرماتے ہیں، ان کا ہر لفظ کئی سوالوں کے جواب دیتا ہے۔ ان خطابات کے بعد یہ سیاسی اکابرین اور مفکرین بہت دفعہ اس بات کا اعتراف کرچکے ہیں کہ ہم جو سوالات لے کر آئے تھے، ہمارے بغیر پوچھے حضور نے ان کے جوابات دے دیئے۔ ہم جو تصورات اسلام کے بارہ میں لے کر آئے تھے ہمارا خیال تھا کہ انہی کے ساتھ واپس جائیں گے، مگر حضور کو جیسے معلوم ہوگیا کہ ہم کیا سوچ رہے ہیں۔ حضور نے ہمارے خیالات کو تبدیل کر ڈالا۔

دفتری ملاقات میں مجال نہیں ہوتی کہ حضور کے اس قدر قیمتی وقت میں کسی ذاتی معاملہ کسی ذاتی مسئلہ کو چھیڑ دیا جائے۔ مگر بہت دفعہ یوں بھی ہوا کہ ذہن میں ایک ذاتی مسئلہ ہے اور ملاقات کے اختتام پر حضور نے خود ہی اسی مسئلہ کے بارہ میں دریافت فرمالیا۔ یا یہ کہ جو باتیں دفتری ملاقات میں پوچھنی تھیں، پوچھ لیں۔ حضور اپنے کام میں مصروف ہیں۔ اٹھنے کا اشارہ نہیں ہوا۔ جب اشارہ نہیں ہوا تو کون ہے جو نوروں نہاتے ہوئے اس قامتِ گلزار کے پاس سے اٹھ کر چلا آئے۔ پھر ارشاد ہوا 'اور کیا کہتے ہو؟' تو اس میں کچھ عرض کرنے کی ہمت پیدا ہوئی۔ حضور نے ایسے سنا جیسے یہی سننا چاہتے تھے۔ اور اس مسئلہ پر، اگرچہ ذاتی نوعیت ہی کا ہو، بڑی محبت سے ہدایات سے نوازا اور رہنمائی فرمائی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ سب لوگ جو حضور انور کی خدمت میں ملاقات کی غرض سے حاضر ہوتے ہیں، مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ہمیشہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضور کو معلوم تھا کہ ہم کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو یہاں تک کہ ہم کیا کہنا چاہتے ہیں۔

یہ بات ہمارے لئے خوف کا مقام تو ہے ہی کہ ہمارا پیارا امام ہمارے دلوں کی پاتال تک میں دیکھتا ہے۔ یہ بات ہمیں اللہ تعالیٰ سے ستاری کی دعا پر راغب بھی کرتی ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بہت ہی شکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی شکل میں وہ ڈھال عطا فرما رکھی ہے، جس کے پیچھے ہم محفوظ ہیں۔ ڈھال تو آگے ہوا کرتی ہے۔ اور حضور انور تو بہت ہی، بہت ہی آگے ہیں۔ ہم تو پیچھے پیچھے رینگتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ حضور کے دل میں پیچھے آنے والوں کے دلوں کا حال آشکار کردیتا ہے۔ پھر کیوں نہ ہم خود بھی یہی کریں اور اپنے بچوں کو بھی یہی تعلیم دیں کہ اپنا دل کھول کر خلیفۂ وقت کے سامنے رکھ دو۔ خط کے ذریعہ ملاقات سبھی کی ہوجاتی ہے۔ اپنے خطوں میں کیوں نہ اپنے دل کو کھول کر حضور کے سامنے پیش کردیں۔ خدا تعالیٰ نے ویسے بھی حضور کو ہمارے دل کا حال بتا ہی دینا ہے۔ کیوں نہ ہم اپنے دل کی کتاب کھول کر خود سامنے رکھیں اور اپنے تزکیہ کا سامان کریں۔

رکھتا نہ کیسے روح و بدن اس کے سامنے
وہ یوں بھی تھا طبیب، وہ یوں بھی طبیب تھا

.........................(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ

.........................ازصفحہ نمبر 18

آپؐ کے استقبال کے لئے گھر کے دروازہ پر آگئیں اور آپؐ کا چہرۂ مبارک چومنا شروع کردیا اور رونے لگیں۔ آپؐ نے پوچھا: روتی کیوں ہو؟ عرض کیا: مشقّت سے آپ کے چہرۂ مبارک کا متغیّر رنگ اور پھٹے کپڑے دیکھ کر رونا آگیا۔ آپؐ نے فرمایا: اے فاطمہ! گریہ وزاری نہ کر۔ تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے کام کے لئے بھیجا ہے کہ رُوئے زمین پر کوئی اینٹ گارے کا مکان اور نہ کوئی اُونی سوتی خیمہ بچے گا، جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ کام (دین اسلام) نہ پہنچاوے اور یہ دین وہاں تک پہنچے گا جہاں تک دن اور رات کی پہنچ ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ حضرت فاطمہؓ سادگی سے ایک مثالی زندگی گزاریں۔ ایک غزوہ سے آنحضورؐ کی واپسی ہوئی اور حسب معمول سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ گھر میں ایک رنگین پردہ لگا ہوا ہے اور حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ میں چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر آنحضورؐ فوراً واپس تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہؓ کو آپؐ کے اس طرح چلے جانے پر بہت رنج ہوا اور رونے لگیں۔ فوراً وہ پردہ اور کنگن آپؐ کی خدمت میں بطور صدقہ بھجوادیا اور آنحضورؐ نے ان چیزوں کو فروخت کر کے ان کی قیمت اصحاب الصفّہ پر صَرف کردی۔

حضرت فاطمہؓ جب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپؐ ازراہ محبت کھڑے ہوجاتے، شفقت سے اُن کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ بٹھاتے اور جب آپؐ اُن کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہوکر آپؐ کا سر مبارک چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ آنحضورؐ کو آپؓ کی اولاد سے بھی قلبی لگاؤ تھا۔ ایک بار حضرت اُسامہؓ نے دروازہ پر دستک دی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز چادر میں لپیٹے باہر تشریف لائے۔ انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کیا لپیٹے ہوئے ہیں؟ آپؐ نے کپڑا اُٹھایا تو اس میں حسنؓ اور حسینؓ ظاہر ہوئے جو آپؐ کی گود میں چڑھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے، میری بیٹی کے لختِ جگر ہیں۔ اے اللہ! مَیں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تُو بھی اِن دونوں سے اور ہر اُس شخص سے جو اِن سے محبت کرتا ہے محبت کر۔

حضرت فاطمہؓ کی فضیلت کے بارہ میں کئی احادیث مروی ہیں۔ ان کے بارہ میں آنحضورؐ نے فرشتے کے ذریعہ اطلاع پاکر ''سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْجَنَّۃ'' کی خوشخبری دی تھی۔

آپؓ کی گفتگو اور نشست و برخواست کا طریق بالکل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا۔

حضرت عائشہؓ اگرچہ حضرت فاطمہؓ سے چھوٹی تھیں لیکن جب اُن کا نکاح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا تو حضرت فاطمہؓ اُن سے اِس طرح محبت کرنے لگیں جیسے حقیقی ماں سے کی جاتی ہے اور حضرت عائشہؓ بھی آپؓ کے اخلاق سے اس قدر مسرور ہوئیں کہ آپؓ کو ایک بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتیں۔ اسی طرح حضرت حفصہؓ آپؓ کی ہم عمر اور سہیلی تھیں۔ جب اُن کا نکاح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا تو آپؓ نے قدیم بے تکلّفی ترک کردی اور اُن کا اس طرح احترام کرنے لگیں گویا وہ اُن کی ماں ہیں۔

حضرت فاطمہؓ کے بارہ میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا فاطمہ سے زیادہ سچا اور صاف گو کسی کو نہ دیکھا''۔

حضرت فاطمہؓ شرم و حیا کا پیکر تھیں۔ پردے کی نہایت پابند تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ سے پوچھا کہ عورت کی سب سے اچھی صفت کونسی ہے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اُس کو دیکھے۔

حضرت فاطمہؓ کو عبادت سے بے انتہا شغف تھا۔ ہر وقت خوفِ الٰہی سے لرزاں و ترساں رہتیں۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ہر وقت زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا۔ حضرت سلمان فارسیؓ کا بیان ہے کہ آپؓ گھر کا کام کاج کرتے ہوئے قرآن کریم پڑھتی رہتیں۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت فاطمہؓ کی عمر 29 سال تھی۔ جب آپؐ علیل تھے تو ایک دن حضرت فاطمہؓ خبرگیری کے لئے تشریف لائیں۔ رسول کریمؐ نے نہایت شفقت سے آپؓ کو اپنے پاس بٹھایا اور کان میں کوئی بات کی تو وہ رو پڑیں۔ پھر دوبارہ کچھ آپؓ کے کان میں فرمایا تو آپؓ ہنسیں۔ حضرت عائشہؓ نے آپؓ سے اس طرح رونے اور پھر ہنسنے کی وجہ پوچھی تو آپؓ نے فرمایا کہ پہلے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میری موت قریب ہے، مَیں روئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے میرے اہلِ بَیت میں سے میرا ساتھ دوگی۔ تب مَیں ہنسی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس بات پر ہنسیں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریم بنت عمران کے بعد تم اہلِ جنّت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔

ایک روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید تکلیف کو دیکھ کر حضرت فاطمہؓ سینۂ مبارک سے لپٹ کر رونے لگیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ بیٹی رو نہیں، مَیں دنیا سے رخصت ہوجاؤں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا، یہی ہر فرد کے لئے ذریعۂ تسکین ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے پوچھا: 'آپ کے لئے بھی؟' فرمایا: ہاں، اسی میں میری تسکین مضمر ہے۔

وفات سے پہلے جب آنحضورؐ پر غشی طاری ہوئی تو حضرت فاطمہؓ بولیں: ہائے میرے باپ کی بے چینی!۔ آپؐ نے فرمایا: تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہوگا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد 3 رمضان 11 ہجری کو حضرت فاطمہؓ کی وفات ہوئی۔ آپؓ کی عمر قریباً تیس برس تھی۔ وفات سے قبل آپؓ نے حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو بلاکر فرمایا کہ میرا جنازہ لے جاتے وقت پردہ کا پورا خیال رکھنا۔ سوائے اپنے اور میرے شوہر کے کسی سے مدد نہ لینا۔ حضرت اسماء نے آپؓ کی ہدایت کے مطابق جنازہ پر کھجور کی شاخوں کا گھوارہ سا بنایا اور اوپر چادر ڈالی اور پھر جنازہ کو حضرت علیؓ باہر لائے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ سے نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا۔ انہوں نے کہا کہ آپ خلیفۃ الرسول ہیں، مَیں آپ سے پیش قدمی نہیں کرسکتا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپؓ کو جنّت البقیع میں دفن کیا گیا۔ آپؓ کے بطن سے پانچ بچے پیدا ہوئے جن میں تین بیٹے حسنؓ، حسینؓ اور محسن تھے۔ اور دو بیٹیاں اُمّ کلثومؓ اور حضرت زینبؓ تھیں۔

حضرت فاطمہؓ سے 18 احادیث مروی ہیں۔

محترم ملک انصارالحق صاحب شہید

رسالہ ''خدیجہ'' (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں مکرمہ ربیعہ ملک صاحبہ کے قلم سے اُن کے تایا اور سُسر مکرم ملک انصارالحق صاحب شہید کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ شہید مرحوم کے والد محترم ملک انوارالحق صاحب کو اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے اور پھر لاہور میں اپنی مقامی جماعت میں بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق ملی۔

محترم ملک انصارالحق صاحب شہید کو اپنے بھائیوں کے بیرون مُلک آجانے کے بعد اپنے والدین کی خاص خدمت کی توفیق ملی اور اس مقصد کے لئے نہ صرف بیرونِ مُلک جانے کا ارادہ ترک کردیا بلکہ دُور کے شہروں میں اچھی ملازمت کی پیشکش بھی قبول نہ کی۔ آپ یتیموں کا بہت خیال رکھتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ اپنے پوتے کے عقیقہ کا گوشت ایک غریب علاقہ میں جاکر تقسیم کیا۔ کبھی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ نماز کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے اور نماز جمعہ کبھی نہ چھوڑتے۔ 28 مئی 2010ء کو بھی مسجد دارالذکر لاہور میں نماز جمعہ ادا کرنے گئے تھے اور شہادت کا عظیم مقام پایا۔

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

کے خطابات ہیں یہ ان خطابات کے تراجم کرتے ہیں۔ ایک تو یہ ٹرانسکرائب کرتے ہیں پھر الفضل وغیرہ کو بھجواتے ہیں پھر ان کا رشین زبان میں ترجمہ بھی کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ رشین، ازبک اور قازق، قرغیز، تاتاری، دری، فارسی زبان میں موصول ہونے والے خطوط کا اردو ترجمہ بھی رشین ڈیسک کے سپرد ہے۔ اور اس طرح انہوں نے مختلف کام کئے ہیں۔ لٹریچر بھی اس کے علاوہ شائع کررہے ہیں۔

فرنچ ڈیسک

فرنچ ڈیسک ہے۔ دوران سال کتاب ''وفات مسیح قرآنی آیات کی روشنی میں'' اس کی طباعت ہوئی۔ اس کے علاوہ حسب ذیل کی نظر ثانی مکمل ہوچکی ہے۔ اسلامی اصول کی فلاسفی (نیا ایڈیشن)۔ سوانح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عیسائیوں کو اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے دس پمفلٹس۔ اور اس طرح اور بھی لٹریچر اس وقت ترجمہ ہورہا ہے، تیار ہورہا ہے۔ جماعت کی فرنچ ویب سائٹ کو آٹھ لاکھ چوّن ہزار سے زائد لوگ وزٹ کرچکے ہیں اور لوگ ویب سائٹ پر سوال بھی کرتے ہیں جس کا ای میل کے ذریعہ سے جواب دیا جاتا ہے۔

بنگلہ ڈیسک

بنگلہ ڈیسک۔ براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص کا بنگلہ میں ترجمہ مکمل ہوگیا ہے۔ ان کو فائنل کیا جارہا ہے اور اربعین اور شہادۃ القرآن کے بنگلہ ترجمہ کی نظر ثانی کا کام مکمل ہوگیا ہے۔ ایم ٹی اے پر 42 گھنٹے کے لائیو پروگرام پیش کئے گئے۔ اس پروگرام کے نتیجہ میں بنگلہ دیش میں 52 بیعتیں بھی ہوئی ہیں۔ خطبہ جمعہ کے تراجم پیش کئے گئے ہیں۔ اَور بھی کافی سوال جواب اور اعتراضوں کے جواب وغیرہ کا یہ کام کررہے ہیں۔

ٹرکش ڈیسک

ٹرکش ڈیسک۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل کتب کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ ایک غلطی کا ازالہ۔ ستارہ قیصریہ۔ روئیداد جلسہ دعا۔ معیار المذاہب۔ اور کچھ اَور لٹریچر بھی ہے اس پر کام ہورہا ہے۔

چینی ڈیسک

چینی ڈیسک۔ قرآن کریم کے چینی زبان میں ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن پر ابھی کام جاری ہے۔ نظر ثانی کے بعد وکالت اشاعت ربوہ نے ٹائپ سیٹنگ کا کام کردیا ہے۔ چند ماہ میں یہ انشاء اللہ چھپ جائے گا اور اس طرح باقی لٹریچر کا بھی اضافہ ہورہا ہے۔

پریس اینڈ میڈیا آفس

پریس اینڈ میڈیا آفس۔ دوران سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے متعلق دنیا بھر میں پانچ ہزار سے زائد مضامین اور آرٹیکل مختلف اخباروں میں شائع ہوئے اور ملینز (Millions) کی تعداد میں لوگوں تک پیغام پہنچا۔ گزشتہ سال کی نسبت یہ تعداد بہت زیادہ ہے۔ 190 خصوصی آرٹیکل پریس اینڈ میڈیا آفس کی کوششوں سے شائع ہوئے۔ جماعت کے حوالے سے باون مختلف خبریں مختلف دنیا کے ٹی ویز پر نشر ہوئیں۔ نیشنل ریڈیو چینلز پر 57 انٹرویو نشر ہوئے۔ جرنلسٹ اور میڈیا سے تعلق رکھنے والے 120 شخصیات کے ساتھ میٹنگز ہوئیں۔ دوران سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے میڈیا کی تمام مشہور آؤٹ لٹس پر جماعت احمدیہ کو کوریج ملی جن میں بی بی سی ٹی وی، بی بی سی ریڈیو، بی بی سی ویب سائٹ، سکائی نیوز، دی ٹائمز، گارڈین، اُبزرور، ڈیلی ٹیلی گراف، سنڈے ٹائمز، ایل بی سی، اکانومسٹ وغیرہ شامل ہیں۔

بیلجیم اور فرانس میں ہونے والے واقعات کے بعد مختلف میڈیا فورمز پر متعدد انٹرویو ہوئے جن میں اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتایا گیا۔

دوران سال کل 85 پریس ریلیز جاری کیں۔ دنیا بھر کی جماعتوں کے حالات اور مسائل کے بارے میں انہوں نے رہنمائی کی۔

alislam ویب سائٹ

اس سال alislam ویب سائٹ کے ذریعہ سے جو کام ہوا ہے اس میں ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب کے ساتھ امریکہ، کینیڈا، پاکستان، بھارت، یوکے اور جرمنی سے رضاکار کام کررہے ہیں۔ کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور ملفوظات آڈیو کتب کی صورت میں الاسلام اور ساؤنڈ کلاؤڈ (Sound Cloud) پر دستیاب ہیں۔ گزشتہ سال 'خلیفہ آف اسلام' کے نام سے ایک ویب سائٹ بھی انہوں نے بنائی تھی۔ اس میں کچھ مختلف پروگرام شامل کئے گئے ہیں۔ قرآن کریم کے اردو اور انگریزی تراجم اور تفاسیر کے علاوہ 47 زبانوں میں تراجم online موجود ہیں۔ اسی طرح خطبات نور (مکمل)، خطبات محمود کی 37 جلدیں، خطبات ناصر (مکمل)، خطبات طاہر کی 15 جلدیں آن لائن دستیاب ہیں۔ اور میرے بھی تمام خطبات مختلف 18 زبانوں میں آڈیو اور وڈیو موجود ہیں۔

ریویو آف ریلیجنز

ریویو آف ریلیجنز جس کا اجراء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1902ء میں فرمایا تھا اور اب اس کو 114 سال ہوگئے ہیں۔ اب اس کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جدید زمانے کے مختلف طریق اور ذرائع استعمال کرتے ہوئے تقریباً ایک ملٹی پلیٹ فارم پر لے آیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس رسالے کے پرنٹ ایڈیشن، ویب سائٹ، سوشل میڈیا، یوٹیوب اور دیگر نمائشوں کے ذریعہ ایک کثیر تعداد تک اسلام کا پیغام پہنچایا جارہا ہے۔ ان مختلف پلیٹ فارمز کے ذریعہ دس لاکھ سے زائد لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچا ہے۔ اس وقت اس رسالے کا پرنٹ ایڈیشن تین ممالک یوکے، کینیڈا اور انڈیا سے شائع ہورہا ہے جن کی کل تعداد 16 ہزار بنتی ہے۔ مختلف ممالک کی جماعتوں نے اس کی خریداری بڑھانے کی کوشش کی ہے

لیکن اس میں ابھی مزید گنجائش ہے۔ خدام الاحمدیہ کے لئے خصوصی کوشش کی جارہی ہے اوران کو ٹارگٹ بھی دیئے گئے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کینیڈا کے تحت ریویو آف ریلیجنز کینیڈا ریسرچ ایسوسی ایشن بنائی گئی تھی۔ اس کے تحت پانچ سمپوزیم منعقد کئے گئے۔ نیز مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات تیار کر کے سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم پر دیئے گئے۔ اورخدام الاحمدیہ کینیڈا کی ٹیکنالوجی ٹیم نے ریویو آف ریلیجنز کی موبائل ایپ بھی تیار کی ہے جو اس وقت ٹیسٹنگ کے مراحل میں ہے۔ ریویو آف ریلیجنز کو سوشل میڈیا، فیس بُک اورٹوئٹر اورانسٹاگرام پر پندرہ ہزار سے زیادہ لوگ فالو (follow) کررہے ہیں اور ریویو آف ریلیجنز کی یُوٹیوب چینل کے کُل سبسکرائبرز (Subscribers) کی تعداد دس ہزار سے زائد ہوچکی ہے۔ اس چینل کے ذریعہ ممتاز مذہبی علماء اور دیگر بااثر شخصیات کے ساتھ نئے رابطے قائم ہوئے اورانہیں جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ گزشتہ سال جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر ریویو آف ریلیجز کے تحت ایک نمائش لگائی گئی تھی جس میں قرآن کریم کا ایک 750 سالہ پرانا صحیفہ بھی رکھا گیا تھا۔ اسی طرح ٹیورن شراؤڈ (Turin Shroud) بھی رکھا گیا تھا۔ اس سال بھی یہ لگائی جارہی ہے۔ اس نمائش کو میڈیا میں کافی کوریج ملی تھی۔

ریویو آف ریلیجنز کے متعلق بعض غیر از جماعت دوستوں کے تاثرات۔

چارلی ہیبڈو کے واقعہ کے بعد ریویو آف ریلیجنز نے جو ''ری ایکشن ٹو چارلی ہیبڈو'' کے عنوان سے ایک خصوصی شمارہ شائع کیا تھا جس میں میرا خطبہ جمعہ شائع کیا گیا تھا۔ اس ایڈیشن کو پڑھنے کے بعد رابرٹ پی ایلیسن (Robert P. Ellison) نے جو کہ گیمبیا کے دارالحکومت بانجل (Banjul) کے بشپ ہیں اپنے خط میں لکھا: اس افسوس ناک واقعہ کے بعد مسلمانوں اور مغرب میں رہنے والے عیسائیوں کے درمیان فاصلہ بڑھ گیا ہے اور فساد اور جھگڑے میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ لیکن مَیں نے ریویو آف ریلیجنز میں امام جماعت احمدیہ کے بیانات پڑھے ہیں اور مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ امام جماعت احمدیہ نے نہایت موزوں اور معقول انداز سے صورت حال کا نقشہ کھینچا اور دونوں گروہوں کی غلطیوں کی نشاندہی کی جبکہ باقی سارے لوگ یکطرفہ بیان دے رہے ہیں۔ ہماری دعائیں آپ کے لئے اور آپ کی پوری جماعت کے لئے ہیں۔

یورپ کے ایک بڑے میڈیا آرگنائزیشن بردہ میڈیا (Burda Media) جس کا ہیڈ کوارٹر جرمنی میں ہے اس کے چیف آپریٹنگ آفیسر الفریڈ Heintze صاحب نے کہا: مَیں نے ریویو آف ریلیجنز جیسا رسالہ پہلے کبھی نہیں پڑھا۔ موصوف یہ جان کر بہت خوش ہوئے کہ اس رسالے کے جرمن ایڈیشن پر بھی کام ہو رہا ہے۔ کہنے لگے کہ وہ اس حوالے سے ہر ممکن مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ موصوف باقاعدگی سے اس حوالے سے اپنا تعاون فراہم کررہے ہیں۔

یونیورسٹی آف وسکونسن آشکوش (University of Wisconsin Oshkosh) کی ایک پروفیسر کیتھلین (Kathleen Corley Schuhart) ایک کتاب کی مصنفہ بھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ موصوفہ کو یہ رسالہ بہت پسند آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کشمیر میں ہجرت کے حوالے سے جو تحقیق پیش کی ہے اس سے موصوفہ بہت متاثر ہوئیں۔ موصوفہ Early Christianity کے حوالے سے کتاب لکھ رہی ہیں۔ اس کتاب کا پہلا chapter مکمل ہونے کے بعد ہمیں بھجوایا اور درخواست کی کہ کیا اس کو ریویو آف ریلیجنز میں شائع کیا جاسکتا ہے۔

امریکہ کی سیئٹل (Seattle) یونیورسٹی میں قانون کے پروفیسر اور سنٹر فار گلوبل جسٹس کے ڈائریکٹر مسلمان طیب محمود صاحب کے ساتھ ریویو آف ریلیجز کے مرکزی نمائندہ جو امریکہ کے دورے پر گئے تھے ان کی میٹنگ ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ریویو آف ریلیجنز جیسا رسالہ ساری دنیا میں کہیں دیکھنے کو نہیں ملتا۔ میرے خیال میں اگر جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کیا جائے تو یہ رسالہ مزید ترقی کرسکتا ہے۔ اگر آپ نوجوان نسل کو رسالے کا حصہ بنائیں تو وہ کافی جدت پیدا کرسکتے ہیں۔

اسی طرح فلوریڈا یونیورسٹی کے پروفیسر نے بھی اس میں دلچسپی کا اظہار کیا۔

مختلف ممالک میں مقامی طور پر جرائد واخبارات کی اشاعت

مختلف ممالک میں مقامی طور پر جو رسالوں کی اشاعت ہوئی۔ اس سال 126 ممالک سے موصول ہونے والی رپورٹ کے مطابق اس وقت دنیا بھر میں جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کے تحت پچیس زبانوں میں 141 تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مضامین پر مشتمل رسائل و جرائد مقامی طور پر شائع کئے جارہے ہیں۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ سے اللہ کے فضل سے بڑا کام ہو رہا ہے اور اپنی پسند کے پروگرام بھی آپ دیکھ سکتے ہیں۔ اب اس میں اس نئی سہولت کے نتیجہ میں اس سال سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات گزشتہ سالوں کی نسبت بہت وسعت پاگئی ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ نشریات بیک وقت دیکھنے والوں کی تعداد پانچ لاکھ سے تجاوز کرچکی ہے۔

ایم ٹی اے افریقہ بھی شروع ہوا ہے۔ یکم اگست 2016ء کو اس کا افتتاح ہوا آغاز ہوا جو وہاں کی مقبول ترین سیٹلائٹ کے ذریعہ 24 گھنٹے اپنی نشریات پیش کرے گا۔ اس چینل پر افریقہ کی ضروریات کے مطابق خصوصی پروگرام کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا ہے۔ اس چینل پر اصل آڈیو کے ساتھ بیک وقت چار زبانوں کے تراجم نشر کرنے کی سہولت موجود ہے۔

ماریشس میں ایم ٹی اے افریقہ کا پہلا سٹوڈیو مکمل ہو چکا ہے۔ کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ گھانا میں وہاب آدم سٹوڈیو بھی اپنی تکمیل کے مراحل میں ہے۔ تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ اس میں بھی جدید ترین آلات رکھے گئے ہیں۔ اس کا شمار گھانا کے بہترین سٹوڈیوز میں ہوگا۔

پھر گھانا، نائیجیریا، سیرالیون، تنزانیہ اور یوگنڈا میں باقاعدہ ایم ٹی اے کی ٹیمز بن چکی ہیں اور وہاں مختلف پروگرام ہوں گے۔ ایم ٹی اے گھانا کی ٹیم نے آٹھ سیریز کے لئے کُل اڑسٹھ (68) پروگرام ریکارڈ کئے ہیں جو کہ نیشنل ٹی وی جی ٹی وی (GTV) اور سائن پلس (Cine plus) پر نشر ہو چکے ہیں۔ اسی طرح نیشنل اور ریجنل جلسہ سالانہ اور ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات اور مختلف پروگرام وہاں دکھائے جارہے ہیں۔ ان پروگراموں کے نتیجہ میں بہت اچھا ردّعمل دیکھنے میں مل رہا ہے۔ لوگ پروگرام دیکھ کر کالز کرتے ہیں۔

گھانا کے ویسٹن ریجن سے ایک صاحب جو مسلمان ہیں لکھتے ہیں کہ مَیں آپ کی جماعت کے پروگرام بہت شوق سے دیکھ رہا ہوں۔ میرے نزدیک اسلام میں صرف جماعت احمدیہ ہی واحد فرقہ ہے جو اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہے۔ مَیں نے اور بھی کئی فرقوں کے پروگرام دیکھے ہیں لیکن جو تعلیمات آپ پیش کرتے ہیں یقیناً وہی حقیقی اسلامی تعلیمات ہیں۔ انشاء اللہ میں بھی آپ کی جماعت میں شامل ہوجاؤں گا۔

ایک عیسائی گھانا سے لکھتے ہیں۔ مَیں مذہباً عیسائی ہوں اور اکثر عیسائی مسلمان ممالک میں ہونے والے واقعات کی وجہ سے اسلام سے نفرت کرتے ہیں لیکن آپ لوگوں کے پروگرام دیکھ کر مجھے حقیقی اسلامی تعلیمات سے واقفیت ہوئی ہے کہ اسلام تو کسی قسم کی دہشتگردی کی تعلیم نہیں دیتا۔ اب جو بھی اسلام کے خلاف بات کرے تو میں اسلام کا دفاع کرتا ہوں۔

برکینا فاسو میں امسال پہلے لوکل جماعتی ٹی وی چینل کا افتتاح ہوا اور 3/مارچ 2016ء کو لوکل ایم ٹی اے چینل کی ٹیسٹ ٹرانسمشن کا آغاز کیا اور 3/جولائی 2016ء کو اس ٹی وی چینل کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔ اس پر صبح ساڑھے پانچ سے لے کر رات بارہ بجے تک نشریات جاری رہتی ہیں۔ اس چینل پر زیادہ تر ایم ٹی اے انٹرنیشنل سے پروگرام لے کر نشر کئے جاتے ہیں۔ لیکن روزانہ تقریباً تین گھنٹے لوکل یا فرنچ زبان میں تیار کردہ پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ ہر ہفتہ خطبہ جمعہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس ٹی وی چینل کی نشریات بارہ لاکھ پچاس ہزار لوگوں تک پہنچتی ہیں اور لوگوں میں یہ کافی مقبول ہو رہا ہے۔

گوادے لوپ (Guadeloupe) کے مربی لقمان صاحب لکھتے ہیں کہ اس سال جب مارٹنیک (Martinique) کا دورہ کیا تو وہاں ایک دوست شاہبان رمزی صاحب کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ موصوف ویسے سیرین ہیں لیکن گزشتہ پندرہ سال سے اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ Martinique میں مقیم ہیں۔ شاہبان صاحب نے بتایا کہ مسلمانوں کی حالت دیکھ کر بہت پریشان تھے اور اسی وجہ سے مسلمانوں کے نماز سینٹر میں جانا بھی چھوڑ دیا تھا۔ ایک دن بذریعہ انٹرنیٹ جماعت کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا علم ہوا جس پر انہوں نے جماعت کے بارے میں ریسرچ کرنا شروع کردی۔ ایم ٹی اے دیکھنا شروع کردیا۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے الحوار المباشر کے تمام پروگرام جو یُوٹیوب پر موجود تھے وہ دیکھے اور جماعت کی عربی ویب سائٹ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی کیا۔ اس طرح دورے کے دوران موصوف کے ساتھ جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے فوراً بیعت کرلی۔

اسی طرح ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بیعتوں کے اَور بہت سارے واقعات ہیں۔

احمدیہ ریڈیو سٹیشنز

احمدیہ ریڈیو سٹیشن ہیں۔ اس وقت جماعت احمدیہ کے اپنے ریڈیو سٹیشنز کی تعداد 20 ہوچکی ہے جن میں سے مالی میں پندرہ ہیں۔ برکینا فاسو میں چار۔ سیرالیون میں ایک۔ اور ان ریڈیو سٹیشنز میں سے مالی میں دس ریڈیو سٹیشنز پر روزانہ اٹھارہ گھنٹے اور پانچ ریڈیو سٹیشنز پر روزانہ گیارہ گھنٹے کی نشریات پیش کی جاتی ہیں۔ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی کام ہو رہا ہے۔ یوکے میں اس سال جماعتی ریڈیو سٹیشن Voice of Islam شروع ہوا اس کے بھی سننے والوں کی تعداد اب بڑھ رہی ہے۔

کانگو کنشاسا سے ایک نومبائع رمضان صاحب لکھتے ہیں کہ مَیں پہلے سمجھتا تھا کہ جماعت احمدیہ بھی ایک دہشتگرد جماعت ہے جس کا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت میں داخل ہونے کے لئے اپنے خون سے بیعت لکھنا پڑتی ہے۔ مگر ریڈیو پر احمدیوں کا پروگرام سن کر اور آج جلسہ سالانہ میں شامل ہوکر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج سے میں احمدیت کا سپاہی ہوں۔

کانگو برازاویل سے معلم داؤد صاحب لکھتے ہیں کہ ہم نے اپنے علاقے میں ریڈیو پر جہاد کے موضوع پر ایک پروگرام کیا۔ پروگرام کے بعد ایک دوست موہانی مورس نے فوراً فون کر کے کہا کہ ہم نے آپ کا پروگرام سنا ہے اور ہمیں بہت پسند آیا ہے لیکن ہمیں ایک بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ہم اسلام کے بارے میں ٹی وی پر کچھ اَور دیکھتے ہیں اور آپ کچھ اَور بتارہے ہیں۔ آپ ہمارے گاؤں میں آئیں اور ہمیں یہ سمجھائیں۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق ان کے گاؤں میں جو کہ ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر تھا، پہنچے۔ اس شخص نے ہمارا اچھا استقبال کیا۔ اپنے گاؤں کے لوگوں کو بلایا کہ اسلام کے بارے میں جس نے کچھ پوچھنا ہے پوچھے۔ چنانچہ ہم نے وہاں جہاد کے بارے میں جماعت کا مؤقف بتایا، اسلام کا مؤقف بتایا اور پھر امن کے بارے میں اسلام کی حسین تعلیم پیش کی۔ اس کے نتیجہ میں ان کے سمیت تیس بیعتیں ہوئیں۔

دیگر ٹی وی۔ ریڈیو پروگرام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کی چوبیس گھنٹے نشریات کے علاوہ دیگر ٹی وی پروگرام بھی چل رہے ہیں۔ 77 ممالک میں ٹی وی اور ریڈیو چینل کے ذریعہ سے اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ اس سال دو ہزار چھ سو چھتیس (2636) ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ چودہ سو تیس (1430) گھنٹے وقت ملا۔ جماعتی ریڈیو سٹیشنوں کے علاوہ دیگر ریڈیو سٹیشنوں کے ذریعہ سے تیرہ ہزار سے اوپر گھنٹوں کا وقت ملا اور بارہ ہزار سے اوپر پروگرام نشر ہوئے۔ ٹی وی اور ریڈیو کے ان پروگراموں کے ذریعہ محتاط اندازے کے مطابق ساٹھ کروڑ سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا۔

مختلف ممالک کے اخبارات میں جماعتی خبروں کی اشاعت

اخبارات میں جماعتی خبروں اور مضامین کی اشاعت۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجموعی طور پر چار ہزار چھ سو اکاون (4651) اخبارات نے چھ ہزار دو سو بہتّر (6272) جماعتی مضامین، آرٹیکل اور خبریں شائع کیں۔ ان اخبارات کے قارئین کی مجموعی تعداد تقریباً چونسٹھ کروڑ اُناسی لاکھ سے اوپر بنتی ہے۔

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ فرانس کے شہر سٹراس برگ میں کافی عرصے سے نمائندوں اور اعلیٰ حکام سے رابطے کی کوشش کی جارہی تھی مگر کوئی کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔ ایک دن کسی مخالف نے ہمارے مشن ہاؤس میں سؤر کی دو کٹی ہوئی ٹانگیں پھینک دیں۔ اس واقعہ کے بعد اخبار ڈی این اے (DNA) کی نمائندہ صحافی سے رابطہ ہوا۔ وہ مشن ہاؤس آئیں اور انہیں جماعت کا تفصیلی تعارف کرایا گیا اور لٹریچر دیا گیا۔ ان کو میری کتاب بھی دی گئی۔ چنانچہ موصوفہ نے اخبار کے تقریباً آدھے سے زیادہ صفحہ پر میری تصویر کے ساتھ مضمون شائع کیا۔ یہ اخبار اس ریجن کا سب سے بڑا اخبار ہے۔ اس کے قارئین کی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے۔ اسی طرح انٹرنیٹ اور موبائل پر پڑھنے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بڑی تعداد تک جماعت کا پیغام پہنچا اور بعض اعلیٰ حکام جن میں نیشنل اور صوبائی ممبرز آف پارلیمنٹ اور سینیٹرز اور دیگر عہدیدار شامل تھے ان کے ساتھ رابطہ ہوا۔

..........(باقی آئندہ)

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے

آصف محمود باسط۔لندن

قسط نمبر 2

ابھی کچھ روز قبل پاکستان کے قانون نافذ کرنے والے ادارے تحریک جدید انجمن احمدیہ کے دفاتر پر نہایت جارحانہ طرز پر حملہ آور ہوئے اور معصوم مربیان سلسلہ اور کارکنان کو بلا جواز قید کر کے لے گئے۔ اسی روز صبح خاکسار کی ملاقات تھی۔ خاکسار حاضر ہوا۔ تو پھر توکّل کا اعلیٰ نمونہ دیکھا۔ فکر بھی ہے، پریشانی بھی ہے مگر ایسا نہیں کہ بس پریشانی لے کر بیٹھے ہوں۔ نظر اور امید اللہ تعالیٰ کی ذات پر لگی ہوئی ہے۔ کچھ ہی دیر میں ایک صحافی حضور کا انٹرویو کرنے کے لئے آنے والے تھے۔ انہیں انٹرویو دیا اور اس انٹرویو کا ہر لفظ بھی توکّل علی اللہ کے مضمون کو اجاگر کرنے والا ہے۔ ظلم کرنے والے ظلم کرتے رہیں، مگر ہم نہ تو قانون کا دامن ہاتھ سے چھوڑتے ہیں اور نہ ظلم کا جواب ظلم سے دیتے ہیں۔ ہم اپنی تمام التجائیں خدا تعالیٰ کے حضور ہی پیش کرتے ہیں۔ قلم اور میڈیا کے ذریعہ پُر امن احتجاج ضرور کرتے ہیں کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو ہم ظالم کا ساتھ دینے والے بن جائیں گے۔ یہ تھا خلاصہ اس انٹرویو کا۔

جماعت پر ہونے والے مظالم سے ایک اور واقعہ یاد آیا جو حضور انور کے عظیم الشان توکّل، تشکّر، بلند حوصلہ اور دُور بینی کا پتہ دیتا ہے۔ یہ 2008ء کی بات ہے کہ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کی ماہانہ رپورٹ ایم ٹی اے پر Persecution News کے نام سے نشر کی جایا کرے۔ فوری طور پر اس کی تیاری کی گئی اور جو پہلی رپورٹ تیار ہوئی وہ نشر کرنے سے قبل بغرضِ ملاحظہ حضور انور کی خدمت میں پیش کی گئی تا کہ معلوم ہو سکے کہ رپورٹ حضور انور کے منشاء کے مطابق ہے یا نہیں۔ ریکارڈنگ کے ساتھ حضور کی خدمت میں جو خط ارسال کیا گیا، اس پر حضور انور کی طرف سے نہایت ہی حوصلہ افزا نوٹ موصول ہوا۔ حضور نے تحریر فرمایا تھا ’اچھی کوشش ہے۔ اللہ اور بہتر کرنے کی توفیق دے۔ آئندہ پروگرام کب آئے گا؟‘

ہم سب کے لئے یہ بہت حوصلہ افزا بات تھی۔ حضور کے یہ الفاظ ہمارے اندر ایک نئی روح پھونک گئے۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اگلے پروگرام کی تیاری شروع کر دی گئی۔ اس مرتبہ ہم نے جماعتی اداروں کے قومیائے جانے، اور ان کی شکست و ریخت کی حالت اور ربوہ میں عام شہری سہولیات کی عدم فراہمی کے موضوع پر پروگرام کی تیاری شروع کر دی۔ ٹی آئی کالج وغیرہ کی تصاویر منگوائی گئیں، ربوہ کی شہری سہولیات جو حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ مہیا کریں ان کے نظر انداز کئے جانے پر رپورٹیں جمع کی گئیں، ربوہ میں مختلف جماعتی عہدیداران کے انٹرویو ریکارڈ کئے گئے اور ہم نے بھرپور تیاری کے ساتھ دوسرا پروگرام تیار کر ڈالا۔ اس وقت خاکسار کے ساتھ اس پروگرام میں محترم عابد وحید خان صاحب اور محترم مشہود اقبال صاحب (انگریزی اور اردو میں بالترتیب) شریک گفتگو ہوا کرتے تھے۔ پروگرام حضور انور کی خدمت میں بغرضِ ملاحظہ و رہنمائی ارسال کیا گیا۔ پیر کے روز پروگرام بھیجا اور انتظار شروع کر دیا کہ حضور کی طرف سے جواب آئے۔ اس روز شام کو کوئی جواب نہ آیا۔ اگلے روز بھی کوئی جواب نہ آیا۔ مگر رات کو، یعنی منگل کی رات محترم عابد خان صاحب کا فون آیا کہ ان کی شام کو حضور انور سے ملاقات تھی اور پروگرام حضور کو پسند نہیں آیا۔ حضور نے فرمایا کہ خاکسار حضور کی خدمت میں حاضر ہو۔ منگل کی رات کا وقت ہے۔ اگلے روز کی دفتری ملاقات لکھوائی نہیں جاسکتی کہ اس وقت تک اگلے روز کی ملاقاتوں کی منظوری آ چکی ہے۔ بدھ کے روز ملاقات لکھوانے کے لئے حاضر ہوا۔ معلوم ہوا کہ جمعرات کو دفتری ملاقات نہیں ہوتی، اور نہ ہی جمعہ کے روز ہوتی ہے۔ لہذا ملاقات کا امکان ہفتہ کی صبح سے پہلے نہیں ہے۔ ہفتہ کی صبح ملاقات کی درخواست داخل کر دی۔ مگر بدھ کا سارا دن، پھر جمعرات کا سارا دن اور پھر جمعہ کا سارا دن جس بے چینی اور پریشانی میں گزارا وہ بیان کرنا مشکل ہے۔ حضور نے اپنے قیمتی وقت میں سے نصف گھنٹہ نکالا اور ہمارا ایک کام حضور کی طبیعت پر بوجھ بنا۔ حضور کے لئے ناگواری کا باعث ہوا۔ اپنی خوش اعتمادی پر غصہ آتا رہا۔ یہ بھی خیال آتا رہا کہ جب پسندیدگی کا خط آیا تھا تو جشن منانے سے زیادہ توبہ اور استغفار کرنے کی زیادہ ضرورت تھی۔ ایسا تھوڑا ہی تھا کہ ہم نے کوئی معرکہ مار لیا تھا۔ یہ تو حضور کی شفقت تھی کہ پسند فرمایا۔ یہ تو ہمارے ظرف کا امتحان تھا۔ اگلی کوشش بہت احتیاط اور بہت زیادہ دعا کے ساتھ کرنا چاہیے تھی۔ یہ ہم کیا کر بیٹھے!! اسی بے قراری اور بے کلی میں یہ درمیانی شب و روز بسر ہوئے۔

ہفتہ کی صبح ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو دل کا عجیب حال تھا۔ انسان چاہے کتنی مرتبہ ہی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہو، ہر بار اسی طرح محسوس ہوتا ہے کہ یہ پہلا تجربہ ہے۔ اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ ہر ملاقات ہی پہلے تجربہ کی طرح ہوتی ہے کیونکہ ہر ملاقات میں انسان کوئی نئی بات سیکھ کر نکلتا ہے۔

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالمِ نَو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا تیری شناسائی کا

معرفت کے ان نئے نئے موتیوں کو ہم اپنی جھولیوں میں کب تک سمیٹے رکھتے ہیں، ہم ان پر عمل کرتے ہیں یا نہیں، انہیں یاد رکھتے ہیں یا نہیں، انہیں اپنی زندگی کا حصہ بناتے ہیں یا نہیں یہ اپنے اپنے نصیب اور کوشش کی بات ہوتی ہے۔ ہر ملاقات میں ملنے والے سبق کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لینا یقیناً اللہ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ لیکن میری تو واقعی پہلی دفتری ملاقات تھی۔ وہ بھی اس حال میں کہ میرا کوئی فعل حضور کی ناپسندیدگی کا باعث ہوا۔ امی نے بچپن میں جتنی دعائیں یاد کرائی تھیں، سب پڑھ ڈالیں۔ بوکھلاہٹ میں سفر تک کی دعا پڑھ لی۔ خیر! انتظار کے یہ کٹھن لمحات صدیوں کی طرح گزرے۔ یاد فرمایا۔ خاکسار حاضر ہوا۔ اور خیال یہ کہ جاتے ساتھ سخت سرزنش ہوگی۔ یہ خیال بھی کہ اگر چکرا کر گر گیا تو کیا تماشہ کھڑا ہوگا۔

نظریں زمین پر گاڑے داخل ہوا تو نہایت ہی محبت میں ڈوبی ہوئی آواز آئی

’ہاں جی! کیا کہتے ہو؟‘

خاموشی کے سوا کچھ نہ سوجھا۔ حضور نے فرمایا

’لگتا ہے بہت پریشان رہے ہو!‘

عرض کی کہ جی حضور، تینوں دن پریشانی اور ندامت میں ہی گزرے ہیں۔

فرمایا ’تین دن؟ چاروں دن کیوں نہیں؟ میں نے تو چار دن پہلے پیغام بھجوایا تھا۔ پریشانی میں دعا بھی زیادہ ہوتی ہے۔ (یہ سبق بھی مل گیا کہ خلیفۂ وقت کے سامنے کبھی بھی اٹکل اور اندازوں سے بات نہیں کرنی چاہیے، خواہ محاورۃً ہی کیوں نہ ہو)

عرض کی کہ حضور وہ پروگرام غلط بن گیا۔ بہت معذرت چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ میں نے پہلے خط پر لکھا تھا کہ اللہ بہتر کرنے کی توفیق دے۔ میرا خیال تھا کہ آ کر پوچھو گے کہ بہتری کی کوشش کے لئے کیا کرنا ہے؟

میں اپنا سا منہ لے کے رہ گیا۔ میں تو سرزنش کی توقع لئے، خوفزدہ حالت میں حاضر ہوا تھا۔ یہاں تو محبت اور شفقت کا یہ حال ہے کہ ایک بحرِ بے کنار ہے۔ میں کیسے عرض کرتا کہ حضور اگر مجھے یہ اندازہ بھی ہو جاتا کہ اس ارشاد سے حضور کا منشاء مبارک کیا ہے، تو میں سر کے بل چل کر حاضر ہوتا۔

اس کے بعد حضور انور نے بڑی محبت سے فرمایا کہ یہ پروگرام دوبارہ کیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ کبھی بھی جماعت پر ہونے والے مظالم کا ذکر اس طرح نہیں کرنا کہ جیسے یہ مظالم ہماری کمر ہمت کو توڑ گئے ہیں۔ ایسا کبھی خیال بھی نہیں کرنا کہ یہ مظالم ہمارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ اور پھر ٹی وی پر کی گئی بات تو ہر احمدی تک پہنچتی ہے۔ اس لئے کسی بھی پروگرام کے ہر لفظ کو تول کر بولنا چاہیے، مبادا ناظرین بھی اللہ کے فضلوں کو یاد کرنے کی بجائے مظالم اور امتحانات پر صرف واویلا کرنا سیکھ لیں۔

اب اسی پروگرام کو دوبارہ کرو اور اس میں ان سارے کاموں کا بھی ذکر کرو جو اربابِ حکومت کی دانستہ غفلت کے باوجود جماعت نے خود کئے ہیں۔ بتاؤ کہ کس طرح جماعت نے اللہ کے فضل سے اس چھوٹے سے قصبہ میں ہر وہ سہولت پیدا کر لی ہے جو پاکستان کے کسی بڑے شہر میں ہوتی ہے۔ اور ان سے زیادہ منظّم اور کہیں زیادہ نافع الناس۔ فلاں سے رابطہ کرو، فلاں سے تصویریں منگواؤ، فلاں سے مکمل معلومات حاصل کرو۔

پریشانی، گھبراہٹ، خوف سب جاتا رہا۔ فکر تھی تو بس یہ کہ حضور کا فرمایا ہوا کوئی لفظ محفوظ کرنے سے رہ نہ جائے۔

’ہونٹوں سے تیرے پھول گریں اور ہم چنیں‘

والی حالت میں مَیں اپنے قلم کو پوری رفتار سے چلا رہا تھا۔ میں نے اس قدر جامع گفتگو کبھی نہ سنی تھی۔ لفظ کم اور معنی بھرپور۔ حضور نے اتنی باریکی سے ہدایات دیں کہ کوئی پہلو بھی تشنہ نہ رہا۔ حضور نے گفتگو کا سلسلہ روکا۔ تھوڑا توقّف فرمایا جو شاید اس لئے تھا کہ مَیں جو لکھ رہا ہوں وہ مکمل کر لوں۔ جونہی میں نے لکھنا ختم کیا تو فرمایا: ’بس؟ چلو پھر!‘

یوں یہ ملاقات اپنے اختتام کو پہنچی۔ ملاقات کیا تھی نصابِ حیات کا ایک عظیم الشان باب تھی۔ persecution کو دیکھنے اور اسے سمجھنے کا ایک الگ، انوکھا اور اچھوتا زاویہ تھی۔ ہم تو ظلم کو صرف ظلم کے طور پر دیکھتے رہے۔ کبھی سوچا ہی نہیں کہ یہ ظلم کس کھاد کا کام کر رہا ہے۔ یہ آزمائشیں ہمیں کس طرح اونچے سے اونچے مقام کی طرف مائلِ پرواز کرتی ہیں۔ ساری عمر ربوہ میں گزار دی۔ فضلِ عمر ہسپتال میں علاج معالجے کی زبردست سہولیات سے کئی بار فائدہ اٹھایا۔ خلافت لائبریری سے اس قدر استفادہ کیا کہ آج تک اس لائبریری کا ممنون احسان ہوں۔ نصرت جہاں اکیڈمی جیسے موقر ادارہ میں پڑھایا۔ ربوہ کی سرسبزی اور شادابی کو پھیلتے ہوئے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہاں کی علمی اور روحانی فضا سے لطف اٹھایا اور استفادہ بھی کیا۔ مگر توجہ کبھی اس طرف نہ گئی کہ ان میں ہر بات ایک نشان ہے۔ کہاں ایک بنجر ویرانہ اور کہاں یہ حال کہ اپنے رقبہ کے اعتبار سے ایک قصبہ ہونے کے باوجود اس میں ہر وہ سہولت موجود ہے جو کسی بڑے شہر میں ہونی چاہیے۔ اس ملاقات نے اندر تک ہلا کر رکھ دیا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری یہ ملاقات آج تک میرے ذہن پر نقش ہے اور ہمیشہ رہے گی، کیونکہ میں نے اس ملاقات میں حضرت خلیفۃ المسیح کی عالی مرتبت شخصیت کا صرف ایک پہلو دیکھا، لیکن کیا ہی خوب دیکھا۔ اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس روز یہ احساس ہوا کہ میرے آگے جو شخص ڈھال کی طرح ہے، مجھے اس کی اقتدا میں کوئی خوف نہیں۔ شرمندگی کے ساتھ ہی سہی، مگر یہ اعتراف بھی کرنا چاہتا ہوں کہ شاید اس روز پہلی مرتبہ حضور کے لئے اس طرح دعا نکلی جس طرح پہلے کبھی نہ نکلی تھی۔ میری جان آپ پر قربان ہو، میرے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں۔ ہم کیسے کمزور سہاروں کو تلاش کرتے زندگی گزار دیتے ہیں، جب کہ ہمارے لئے خدا نے وہ عُروۂ وُثقیٰ مہیا فرما رکھا ہے کہ اگر اسے تھامیں تو ہر طرح کی حفاظت کی ضمانت ہے۔ یہ بھی اقرار کرنا چاہتا ہوں کہ اس روز مجھے انگریزی کے لفظ inspiration کے اصل معانی سمجھ میں آئے۔ اور الحمدللہ یہ بھی سمجھ میں آیا کہ اگر دنیا میں کہیں inspiration مل سکتی ہے تو وہ کسی شاعر ادیب میں نہیں، کسی مصور میں نہیں، کسی نامور سے نامور سائنسدان میں نہیں، بلکہ صرف اس انسان کے ذریعہ سے مل سکتی ہے جسے خدا کے اذن سے، روح القدس سے مدد پا کر خدا کے دین کو پھیلانے کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔ خدا ہمیں اس بات کو سمجھنے اور سمجھتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے کہ یہ ایک بُت شکن نظریہ ہے۔ خدا کی طرف بلانے والا یہ وجود ہمیں کتنے ہی قسم کے شرک سے محفوظ کرتا اور یہاں وہاں کئے جانے والے ’ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات‘۔

بہر حال، ہم نے حضور کی ہدایات کے مطابق یہ پروگرام کیا۔ ربوہ کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کیا۔ سیر گاہوں کا ذکر کیا۔ رہائشی سہولیات کا ذکر کیا۔ سوئمنگ پول، ناصر فائر بریگیڈ سروس، ایمبولنس سروس، طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ، کھیل کے میدان اور کمپلیکس۔ غرض اختصار سے ہی سہی، مگر ان تمام سہولیات کا تحدیثِ نعمت کے طور پر ذکر کیا اور اس سب کے ساتھ اس persecution کا بھی جو جماعت پر روا رکھی جاتی ہے۔ مگر اس سب کے سامنے تو اس کا چراغ گل ہو گیا۔ الحمدللہ کہ حضور نے پسند فرمایا۔ حضور نے پسند فرمایا تو دنیا بھر کے ناظرین میں بھی اس کی مقبولیت بڑھی۔

یہ بھی میرا تجربہ رہا ہے کہ ایم ٹی اے کے جس پروگرام کو حضور کی توجہ اور محبت کی نظر حاصل ہو جائے، اللہ اس کی مقبولیت کے لئے ایک ہوا چلا دیتا ہے۔ یہی پروگرام آگے چل کر ’راہِ ہدیٰ‘ بنا اور غیر از جماعت ناظرین کے لئے لائیو سوالات پوچھنے اور ان کے جوابات حاصل کرنے کا ذریعہ بنا۔ یہی پروگرام قادیان کی مقدس بستی سے لائیو نشر ہونے لگا اور آج بھی ہو رہا ہے یہ بھی ایک آزمودہ حقیقت ہے کہ جس کوشش کو یہ توجہ نہ ملے، وہ کوشش runway پر چکر تو شاید کچھ دیر کاٹتی رہے، مگر پرواز کے قابل ہو ہی نہیں پاتی۔

اختتام پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ علامہ محمد اقبال ایک بہت متنازعہ شخصیت رہے۔ ان کا فکر کئی مغالطوں کا بھی شکار ہوا ہوگا۔ مگر ایک بات بڑی درست کہہ گئے کہ ’اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ‘ دیکھنا ہو تو قادیان میں دیکھو۔ ان الفاظ میں تھوڑی ترمیم کے ساتھ بات ختم کرتا ہوں کہ اسلامی تعلیمات کا ٹھیٹھ نمونہ آج اگر کہیں ہے تو وہ صرف اور صرف حضرت خلیفۃ المسیح کی ذاتِ بابرکات میں ہے، اور کہیں نہیں۔ توکّل علی اللہ کا معیار جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

اورآپ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعودؑ ہم میں دیکھنا چاہتے تھے، اس کا عملی نمونہ آج صرف اورصرف ہمارے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ میں مجسم ہے۔ اللہ ہمیں اسے سمجھنے اور اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی توفیق عطافرمائے۔

(نوٹ: بیت الفتوح کی آگ سے ایم ٹی اے کے دفاتر اور سٹوڈیو والا حصہ محفوظ رہا۔ وہ خطوط بھی جن پر حضورانور کے دستِ مبارک سے تحریرفرمودہ ہدایات نصب تھیں بالکل محفوظ رہے جنہیں پہلی فرصت میں محفوظ کرلیا گیا)

....

❁...... کچھ عرصہ ہواحضرت موسیٰ کے یدِ بیضاوالے واقعہ کی تفسیر بیان فرمودہ حضرت المصلح الموعودؓ پڑھنے کا موقع ملا۔حضور نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد ہدایت اور رہنمائی بھی ہوسکتی ہے جواس ہاتھ کے ذریعہ سے موسیٰ کی قوم کو حاصل ہونے والی تھی مگراس سے عملاً یہ مراد بھی ہوسکتی ہے کہ آپ کے ہاتھ سے حقیقت میں نورانی شعائیں نکلی ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ افراد کوایسا نورعطافرماتا ہے جوان کے وجود سے نکل کر دوسروں میں دخول کرتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ بعض اوقات لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ کہہ کچھ اَور رہے ہوتے ہیں مگر مجھے ان کے اندر کچھ اورنظر آرہا ہوتا ہے۔بعض اوقات کوئی بظاہر تو میرے ہاتھ کو بوسہ دے رہا ہوتا ہے مگر مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میرے ہاتھ پرنجاست مل رہا ہے۔

یہ پڑھ کر دل خوف سے بھر گیا۔ ہم بھی تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔اگرچہ ہمیں تو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی مجال نہیں ہوتی، مگر حضور تو ہمیں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔اگرچہ یہ نہایت ہی برکت اور سعادت کا باعث ہے کہ حضور کی نظرِ مبارک ہم پر پڑ جائے، مگر اس دوران ہماری شخصیت کے prism کا کونسا رخ سامنے آجائے اور اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے اندر کا کیا احوال بتادے، کیا پتہ ہوتا ہے۔کئی دن اس خوف کی حالت طاری رہی۔جیسی ٹوٹی پھوٹی دعا کرنی آتی ہے، وہ خدا کے حضور کی بھی۔ یہی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ ستاری کا سلوک فرماتا رہے۔ بظاہر میں جو بھی بنتا پھروں، باطن کا حال تو خود مجھے معلوم ہے یا میرے خدا کو کہ وہاں تو کوئی بھی ایسی بات نہیں جو حضور ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہر جگہ ہر سطح پر کمزوری اور کوتاہی کے سوا کچھ بھی نہیں۔اللہ کی ستاری ہی ہے کہ گزارہ ہو رہا ہے اور حضور کی شفقت حاصل ہے۔ یا اللہ ! اگر کبھی تیرے اس برگزیدہ نے میرے اندر کا حال جان لیا تو کیا ہوگا۔

اللہ کا بڑا کرم ہوا کہ انہیں دنوں حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب 'منصبِ خلافت' بھی پڑھنے کا موقع ملا جس میں آپ نے ایک خلیفہ کے کام بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو نبی کے کام ہیں، وہی خلیفہ کے کام ہوتے ہیں۔ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ۔

تو دل کی کچھ ڈھارس اس طرح بندھی کہ اگر تو ہم گناہگاروں کے تزکیہ کا کام بھی خلیفہ کے سپرد ہے، تو وہ ہمارا مرض دیکھے گا تو علاج کرے گا۔اس کے بغیر تو ممکن نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ استعداد دے کر ہماری شرم یوں رکھ لی کہ جو باتیں ہم نہایت شرمناک سمجھتے ہیں اور کہنے کی ہمت کر ہی نہیں سکتے، وہ اللہ انہیں خود سجھا دیتا ہے۔ بلکہ اللہ کا بہت بڑا احسان اس شخص پر ہوگا جس کے اندر کا حال خلیفۂ وقت جان لے اور اس کا تزکیہ کردے۔

یوں دل نے تسلی پکڑی اور اس کے بعد نہ صرف حضور کی خدمت میں اپنی کمزوریوں کو بیان کرنے کا حوصلہ ملا، بلکہ جب جب لگا کہ حضور نے اس وقت دل کے اندر دیکھ لیا ہے، اور کچھ فرمایا ہے، تو اسے حق بات سمجھ کر تسلیم کیا۔ وہ مقام کج بحثی کا مقام نہیں۔ وہاں صفائیاں دینے کی گنجائش نہیں۔ وہاں غلط بیانی بھی نہیں ہوسکتی۔اور حضرت خلیفۃ المسیح خامس ایدہ اللہ تعالیٰ تو اپنے سامنے بیٹھے اپنے غلاموں کی اس حد تک شرم رکھتے ہیں کہ کبھی براہِ راست سوال نہیں کیا (علاوہ انتظامی معاملات کے جہاں یہ ناگزیر ہوجائے)۔ شخصی اعتبار سے ہمیشہ اشاروں کنایوں میں بات سمجھا دی۔ سمجھنے والا سمجھ لے تو خوش نصیب، نہ سمجھے تو یقیناً بے حد بدنصیب۔

مثلاً اگر کبھی فرمایا کہ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کا خیال بھی رکھتے ہو یا افسری جھاڑتے رہتے ہو؟۔تو اس کا جواب ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ نہیں، نہیں......مَیں تو ایسا نہیں ہوں۔مَیں تو بڑا شفیق ہوں۔مَیں تو ایسا کر ہی نہیں سکتا۔ اس کا جواب اس قدر ہے کہ حضور کوشش تو کرتا ہوں کہ خیال رکھوں، لیکن حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اور بھی زیادہ خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ہمیں کیا پتہ کہ آج تو ہم سمجھ رہے ہیں کہ ہم میں یہ عیب نہیں، مگر آگے جا کر پیدا ہونے والا ہو۔ ہمارے کون سے عمل کی پاداش میں خدا تعالیٰ ہمارے دلوں سے رحم اٹھا لے اور ہم بے رحم بن کر رہ جائیں۔ پس ایسے موقعوں پر اس ہستی کی خدمت میں دعا کی درخواست کرنے سے زیادہ اور کچھ نہیں کرنا چاہیے۔ صرف خدا تعالیٰ غیب کا حال جانتا ہے، مگر وہ خود فرماتا ہے کہ میں اس کا کچھ حصہ اپنے فرستادوں کو بھی دیتا ہوں۔اور اس دور میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر فرستادہ کون ہوگا؟ اگر کوئی دوسرا یہ دعویٰ کرے تو صریحًا جھوٹا، گمراہ اور گمراہ کن انسان ہے۔پس ہمیں کیا پتہ کہ خدا نے اس گھڑی خلیفہ کے دل میں کیا بات ڈال دی ہے۔اور دعا کے لئے عرض کرنے کا تو کوئی موقع بھی ضائع کرنے کے لائق نہیں۔

آج کچھ واقعات یہاں بیان کرنا چاہوں گا جو میرے لئے نہایت ایمان افروز ہیں۔ان واقعات کے بعد میرے دل میں تو کوئی شائبہ بھی شک نہیں رہ گیا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو وہ دیدۂ بینا عطا فرما رکھا ہے جو پاتال تک پہنچتا ہے اور وہاں موجود سوالات، خیالات اور محسوسات کو بھانپ لیتا ہے۔

ایک واقعہ تو ابھی کچھ روز قبل پیش آیا جس نے محاورۃً نہیں بلکہ حقیقتًا رونگٹے کھڑے کردیئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ایک مجلس سوال و جواب ایم ٹی اے پر نشر کرنا مقصود تھی۔اس مجلس کے سلسلہ میں حضور انور سے ہدایت کی درخواست کرنی تھی۔ میں نے ابھی بات شروع کی کہ حضور! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ایک مجلس سوال و جواب ہے۔ یہ کینیڈا میں ہوئی تھی......ابھی اسی قدر عرض کی تھی کہ فرمایا......'اور وہ مجلس انگریزی زبان میں ہے۔اس میں کسی نے اٹھ کر اردو میں سوال کیا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اسے کہا کہ مجلس انگریزی کی ہے، انگریزی میں پوچھو۔ اور اس نے جس قسم کی انگریزی میں پوچھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا کہ یہ تو انگریزی نہیں ہے! یہی والی مجلس ہے نا؟'

اس سوال تک پہنچتے پہنچتے خاکسار مبہوت ہوچکا تھا۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ میں نے ابھی صرف یہ عرض کیا تھا کہ ایک مجلس سوال و جواب ہے جو کینیڈا میں ہوئی تھی۔کینیڈا میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی بے شمار مجالسِ سوال و جواب ہیں۔حضور کو کس طرح معلوم ہوگیا کہ میں کیا پوچھنے والا ہوں۔پھر وہ بھی اس قدر تفصیل کے ساتھ۔ایک ایک بات بالکل درست ایسے جیسے ابھی ابھی حضور نے ملاحظہ فرمائی ہو۔ایک ذرہ مبالغہ کے بغیر عرض کروں گا کہ میرے ہوش وحواس معطل سے ہوگئے۔ یہ تک پوچھنے کی طاقت نہ تھی کہ حضور! آپ کو یہ سب کیسے پتہ چلا۔پہلے تو یہ معلوم ہو جانا کہ میں کون سی مجلس کے بارہ میں پوچھنے والا ہوں۔پھر وہ پورا واقعہ مجلس کے اس مقام کا تھا جس مقام سے متعلق خاکسار کو رہنمائی کی ضرورت تھی۔ پھر واقعہ بھی اس تفصیل کے ساتھ۔ابھی میرا ذہن حیرت میں غوطے کھا رہا تھا کہ ارشاد ہوا 'بتاؤ؟ یہی ہے نا؟' عرض کہ جی حضور، بالکل یہی مجلس ہے۔ بالکل یہی بات ہے جس کے آس پاس ہدایت کی ضرورت ہے۔حضور انور کے چہرۂ مبارک پر ایک بھرپور مسکراہٹ تھی۔ ادھر میری جو حالت تھی، اسے خوف کہنا چاہیے، گھبراہٹ یا حیرت۔اب یہ الفاظ لکھتے وقت بھی نہیں معلوم کہ اسے کیا کہا جائے۔ میں نے اس موقع پر جس بیساختگی سے پوچھا کہ حضور، آپ کو کیسے پتہ چلا؟، اتنی بے ساختگی کی مجال کبھی ہوش کے عالم میں نہیں ہوئی۔اسی سے اندازہ لگالیں کہ میں کس درجہ حواس باختہ تھا۔صرف اس قدر ارشاد فرمایا کہ تم نے کہا کینیڈا کی مجلس ہے۔تو بہت سال پہلے ایم ٹی اے پر یہ مجلس دیکھی تھی۔ میں نے سوچا تم نے اسی کے بارہ میں پوچھنا ہوگا۔

ادھر مَیں تھا کہ اب بھی حیرت زدہ۔ بہت حیرت زدہ۔ کچھ خوفزدہ بھی۔ متعلقہ بات پر حضور انور نے رہنمائی سے نوازا اور پوچھا کہ 'اور کیا کہتے ہو؟

ابھی دو تین اور باتیں (اس کے علاوہ) پوچھنے والی تھیں۔ میں نے اپنے کاغذات، اپنے نوٹس ٹٹولے، مگر کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا ڈھونڈ رہا ہوں، کیا کر رہا ہوں۔اوپر نظر اٹھی تو حضور اپنے کام میں مصروف تھے اور چہرۂ مبارک پر اب بھی ایک پرسکون مسکراہٹ تھی۔ اجازت چاہی اور باہر آگیا۔ باہر نکل کر لگا کہ کسی اور دنیا سے اس دنیا میں واپسی ہوئی ہے۔جس جس کو یہ بات بتائی، سب حیرت زدہ تھے، کہ یہ ممکن کس طرح ہے؟ بعض نے تو یہ بھی کہا کہ ضرور تم نے کچھ نہ کچھ اشارہ تو دیا ہوگا۔مگر انہیں یقین دلاتا رہا کہ میں نے کوئی بھی، کسی بھی قسم کا اشارہ نہیں دیا۔اگر کینیڈا کہہ دینا کوئی اشارہ ہے تو یہ تو کوئی اشارہ نہ ہوا۔ وہاں تو درجنوں مجالسِ سوال وجواب ہوئیں۔ یہ کیسے ہوا، کیا ہوا، میں تو کچھ بھی کہنے کے لائق نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہوا اور میں اس بات کا عینی شاہد ہوں۔ بلکہ یہ میرے سامنے میرے ساتھ ہوا۔ بس اس قدر جانتا ہوں کہ وہ کوئی ایسی گھڑی تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ پر اپنے خاص علم کی ایک کھڑکی کھولی تھی۔ میں اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ میں نے کم ازکم اس ایمان افروز واقعہ کا مشاہدہ ہی کرلیا۔

اسی طرح کچھ عرصہ قبل جماعتِ احمدیہ کی ایک بزرگ خاتون کا انتقال ہوا۔ان پر ایم ٹی اے پاکستان سے ایک پروگرام بن کر آیا۔ یہ ان کی ذات اور شخصیت کے حوالہ سے ان کے عزیز و اقارب کی گفتگو پر مبنی تھا۔تین واقعات ایسے تھے کہ ان پر ہدایت لینا ضروری محسوس ہوا۔ خاکسار ڈی وی ڈی پر اس پروگرام کی ریکارڈنگ لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔حضور انور نے اپنے دراز سے ٹی وی اور ڈی وی ڈی پلئیر کے ریموٹ نکالے اور یہ پروگرام حضور کے سامنے لگے ٹی وی پر چلا کر خاکسار ایک طرف کھڑا ہوگیا۔حضور نے پروگرام کے شروع کا کچھ حصہ دیکھا پھر ریکارڈنگ کو fast forward کیا۔روک کر جہاں سے چلایا، میں نے عرض کی کہ حضور، ایک بات تو یہ پوچھنی تھی (دل میں سوچا کہ عجیب اتفاق ہے)۔حضور نے اس پر رہنمائی فرمائی۔ پھر fast forward کیا اور روک کر جہاں سے چلایا، وہ دوسری بات تھی جو میں نے پوچھنی تھی (اب بات اتفاق سے آگے بڑھ رہی تھی)۔ ہدایت ارشاد فرمائی اور پھر fast forward کیا۔روک کر فرمایا کہ اور تیسری بات یہ ہے جو تم نے پوچھنی ہے۔یہی ہے نا؟۔عرض کی کہ جی حضور، بالکل یہی ہے (اب کون ہے جو اسے اتفاق کہے؟)۔

حیرت سے میں نے حضور کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا۔مگر وہاں تو ایسا سکون تھا کہ جیسے ہوا ہی کچھ نہیں۔جیسے یہ کوئی معمولی بات ہو۔جیسے اس میں حیران پریشان ہونے کی وجہ ہی کوئی نہ ہو۔

پوچھنے کی ہمت کسے۔نہایت ادب سے عرض کی کہ حضور، مَیں نے یہی تین باتیں پوچھنی تھیں۔اس امید پر کہ شاید حضور کچھ پردہ اٹھائیں اور بتائیں کہ حضور کو یہ کس طرح معلوم ہوا۔مگر حضور نے بس اس قدر جواب ارشاد فرمایا کہ 'چلو، پوچھنی تھیں تو پوچھ لیں۔ جواب بھی مل گیا'۔ میری کوشش رائیگاں گئی۔ مجھے اس حیرتناک واقعہ کے پیچھے کارفرما علم کا کوئی سراغ نہ ملا۔

خطبہ جمعہ کا بھی تو یہی حال ہے۔ یقیناً سبھی اتفاق کریں گے کہ ہفتہ بھر کے دوران ایک خیال ہمیں پریشان کر رہا ہے۔کوئی صورتحال درپیش ہے اور اس سے نمٹنے کی کوئی صورت نہیں بن رہی۔ گھر میں بچے نے کوئی سوال پوچھ لیا ہے مگر اس کا جواب نہیں سوجھ رہا۔ اور جب خطبہ جمعہ شروع ہوا تو یا تو پہلے ہی جملہ سے آپ کا دل خوش ہوگیا کہ لو بھئی ! یہ تو آج میرے مسئلہ کا حل نکل گیا۔ یا پھر آگے چل کر کوئی نہ کوئی بات ایسی ارشاد فرمائی جو آپ کے ذہن کی گرہ کو کھول گئی۔پس اس سے اس تلقین کی حکمت بھی سمجھ آتی ہے جو حضور ہمیں متواتر فرماتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کے خطبات کو سنو۔غور سے سنو۔ان کی جگالی کرو۔انہیں آپس میں دہراؤ۔ان باتوں کو مجالس میں بیان کرو۔حضور کی یہ تلقین اور تاکید ہمیں بتاتی ہے کہ حضور کا خطبہ ہمارے لئے life line ہے۔ہم خطبات کو سنتے ہیں اور جب غور سے سنتے ہیں تو دل کئی بار یہ کہہ اٹھتا ہے کہ

'میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے'

یہ علم کہ اس وقت جماعت کے دل میں کیا ہے، انہیں کس جواب کی ضرورت ہے، ان میں سے بہت سوں کو کس معاملے میں رہنمائی کی ضرورت ہے، یہ سب علم خدا نہیں دیتا تو اَور کون دیتا ہے۔ مانا کہ ہر فردِ جماعت حضور کو باقاعدگی سے خط لکھتا ہے۔اپنے مسائل بتاتا ہے۔مگر خطبہ میں کروڑوں لوگوں کے خطوط کے جواب تو نہیں دیئے جاتے۔پھر یہ کس طرح ممکن ہوتا ہے؟ علم نفسیات میں ایک اصطلاح رائج ہے collective psychology۔یعنی کسی معاشرہ یا قوم کی مجموعی نفسیات۔مگر علمِ نفسیات میں اس اصطلاح کا اطلاق کسی خاص معاشرہ یا کسی ایک قوم پر ہوتا ہے۔ اس اصطلاح کا ماخذ جرمن ماہرِ نفسیات و مفکر کارل ینگ کا نظریہ مجموعی لاشعور ہے جس کے مطابق کسی ایک خاص علاقہ میں رہنے والے، کسی ایک خاص بودوباش سے تعلق رکھنے والے، کسی ایک نسل سے تعلق رکھنے والے ایک مجموعی لاشعور کے زیر اثر بہت سے رجحانات کو اپناتے ہیں۔مگر بات ہو جماعت احمدیہ مسلمہ کی تو یہ جماعت تو دنیا کے ہر ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہر ثقافت سے تعلق رکھنے والے لوگ اس میں شامل ہیں جو اپنی اپنی ثقافت کے ساتھ ساتھ بلحاظِ عقیدہ احمدی مسلمان ہیں۔ ان سب کی نبض کو ٹٹول کر ان کی دھڑکن کو پڑھ لینا اور اس کے مطابق خطبہ

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ چند لمحے

سید ساجد احمد۔ امریکہ

بچپن میں میرے والد محترم سید سجاد حیدر صاحب مجھے سالانہ جلسہ پر ربوہ لے جاتے تو مرزا ناصر احمد صاحب کی علمی موضوع پر تقاریر میرے لیے خاص دلچسپی کا باعث ہوتیں۔ کم عمری اور کم علمی کے باعث مضمون سمجھنے کے لئے توجہ سے سننے کی ضرورت ہوتی۔ میرا آپ سے تعارف آپ کی جلسہ سالانہ کی تقاریر سے ہوا۔ یہ حضرت مصلح موعودؓ کا زمانہ تھا۔

1965 میں مَیں نے میٹرک کر لیا تو ابا جان مجھے تعلیم الاسلام کالج میں داخلے کے لیے ربوہ لے گئے۔ ان دنوں میں میاں ناصر احمد صاحب کالج کے پرنسپل تھے۔ ہم حافظ آباد سے چلے تو ربوہ پچھلے پہر پہنچے۔ سڑک سے کالج کے احاطے میں داخل ہوئے تو کالج کے ایک افسر نظر آئے لیکن وہ جلدی میں تھے اور سُنی اَن سُنی کر گئے۔ ابّا جان کو بڑی مایوسی ہوئی۔ اسی مخمصے میں کالج کی طرف سے خوش قسمتی سے میاں صاحب آتے دکھائی دیئے۔ سلام دعا کے بعد ابا جان نے آپ کو میرے بارے میں بتایا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ صبح کالج میں داخلے کے لئے آجائیں۔ ابّا جان کی جان میں جان آئی کہ ان کا بیٹا ربوہ میں پڑھ سکے گا۔ اگلے روز دفتر گئے اور داخلہ لے لیا۔ کالج میں صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے آکسن کا بطور پرنسپل بہت رعب تھا اور کالج میں اعلیٰ درجے کا نظم وضبط تھا۔ کلاسوں کے وقت کوئی طالب علم کلاس سے باہر نظر نہ آتا تھا۔ مَیں دارالرحمت شرقی میں رہتا تھا، بعد میں فضل عمر ہوسٹل چلا گیا۔ میں مغرب کی نماز کے لئے مسجد مبارک جاتا تھا۔ مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نماز پڑھاتے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ العصر پڑھتے اور دوسری میں سورۃ النصر۔ انہی نمازوں سے مَیں نے ان سورتوں کی تلاوت سیکھی۔

حضرت صاحبزادہ میاں ناصر قوی تھے۔ مسجد مبارک میں مَیں دیکھتا تھا کہ نماز میں جب قیام کے لئے اٹھتے تو انہیں زمین اور ہاتھ کے سہارے کی ضرورت نہ ہوتی تھی بلکہ قیام کے لئے اپنے پیروں پر ہی سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک بار انسان کے قوی وامین (النمل 40 القصص 27) ہونے کی ضرورت پر خطبہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔

میرے دادا سید محمد یوسف صاحب صدر انجمن کے دفترِ جائیداد میں مختارِ عام جائداد تھے۔ دعا گو اور تہجد گذار تھے۔ فرمایا کرتے تھے: میرے بعد میاں ناصر کا خیال رکھنا۔ 1965ء میں وفات پا گئے۔ جلدی بعد میں حضرت مصلح موعودؓ بھی اسی سال اللہ کو پیارے ہو گئے۔ میاں ناصر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا ناصر احمد، خلیفۃ المسیح الثالث کے بلند رتبہ پر فائز فرما دیا اور دادا جان کی بات کی سمجھ آئی۔ انہیں پہلے سے علم تھا کہ میاں ناصر صاحب خلیفہ ہوں گے مگر وہ ان کی خلافت کا زمانہ نہ دیکھ سکیں گے۔

مجھے مذہب کی سوجھ بوجھ حضرت مصلح موعودؓ کی بیماری کے ایّام سے ہونا شروع ہوئی۔ یہ زمانہ فکر و دعا کا تھا اور سنجیدگی کے حالات تھے۔ آپ کی خلافت نے یکدم حالات بدل دیئے۔ آپ نے ایک خطبے میں حضرت رسولِ پاک کے ہر حال میں راضی بقضاء اور مسکراتے بشاش چہرے کا ذکر فرمایا اور نصیحت فرمائی کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر خوش رہنا چاہئے اور چہرے پر مسکراہٹیں آباد رکھنی چاہئیں اور خندہ پیشانی سے ہر قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا چاہئے۔

1969-1967 کے سالوں میں کسی دنوں کالج کے خدام نے مجھے زعیم چن لیا۔ میں نے حضورؒ کی خدمت میں لکھا کہ طلبا دُور دُور سے خلافت کے قرب کی تمنّا میں بھیجے جاتے ہیں، خطبہ تو سن لیتے ہیں لیکن کلاسوں کی وجہ سے ملاقات میں کمی رہتی ہے کیونکہ حضور سے ملاقات کے دن طلبا کی تعلیم کے اوقات سے متصادم ہیں۔ قربان جاؤں آپ کے کہ باوجود اپنی بے انتہا مصروفیات کے آپ ہوسٹل تشریف لائے اور طلبا کے ساتھ ٹینس کھیلا اور مجھے ملنے کے لئے بلایا۔ میں اپنے ساتھ نائب زعیم اور معتمد کو بھی لے گیا اور ہم تینوں حضور سے آپ کی رہائش پر ملنے گئے۔ ساتھ کے کمرے میں کوئی عزیز بیمار تھیں۔ باتوں کے دوران چند لمحوں کے لئے انہیں بھی دیکھ آتے۔ گھر میں بیماری کی وجہ سے ملاقات کے وقت کو اِدھر اُدھر نہیں فرمایا۔

آپ نے ہمیں تین حکمت کی باتیں بڑی تفصیل سے سمجھائیں اور فرمایا کہ ہمیشہ کے لئے انہیں اپنی اور اپنے حلقۂ عمل میں آنے والی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ ان میں سے دو ابھی تک یاد ہیں۔

ان میں سے ایک بات حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام کی کتب پڑھنے کے بارے میں نصیحت تھی۔ مسیحِ محمدی نے ان مسائل کو حل فرمایا جن مسائل نے اُمّتِ محمدیہ کو صدیوں پریشان کئے رکھا۔ آپ کی تحریریں فصیح اور بلیغ ہیں۔ کوئی لفظ کم یا زیادہ یا بے محل نہیں۔ آپ نے بڑے بڑے علوم کے دریا چند لفظوں میں بہا دئے ہیں۔ آپ نے کتاب چشمۂ معرفت اٹھائی اور ایک فقرہ پڑھ کے سنایا جو مستشرقین کے سینکڑوں اعتراضوں کو یک قلم رد کرتا تھا کہ مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام اور ذمہ داریاں نبوت اور حاکمِ مدینہ میں منقسم اور معین تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ مسیحِ وقت کے پیغام کو کماحقّہٗ سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم آپ کی تحریروں کو بغور پڑھیں، سمجھیں اور دلنشیں کریں۔ آپ کے تجربے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں روز ایک تسلسل میں کم از کم بیس منٹ پڑھا جائے۔ اس لئے ہم جہاں کہیں بھی رہیں اور جہاں کہیں بھی جائیں اور جن سے بھی ملیں، انہیں ہر روز کم از کم بیس منٹ مسیحِ پاک کی کتب پڑھنے کی تحریک کریں۔

ایک اور اہم بات جو آپ نے ہمیں اس دن سمجھائی وہ یہ تھی کہ جماعت کے تحفّظ، کامیابی اور مسلسل ترقی کے لئے یہ امر از حد ضروری ہے کہ ہر احمدی کسی بھی مجلس میں کی گئی باتوں میں اس پر جماعت کی طرف سے کئے گئے اعتبار کا محافظ ہے۔ چاہے وہ اعتبار اس پر رکن کے طور پر کیا گیا ہو یا عہدیدار کے طور پر۔

کئی بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ مغرب کے بعد احباب کے درمیان رونق افروز رہتے اور مجلس عرفان ہوتی۔ آپ نے مجلسِ صحت کا قیام فرمایا تھا اور صبح سیر کی بات ہو رہی تھی۔ ایک معمّر دوست اپنے بڑھاپے کا ذکر کرنے لگے تو فرمایا کہ انسان اتنا ہی معمّر ہوتا ہے جتنا کہ وہ سوچے اور جتنا معمّر وہ اپنے آپ کو سمجھے۔

اسلام آباد یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران میں ربوہ کے علاوہ راولپنڈی، اسلام آباد، مری اور ایبٹ آباد میں بھی حضور کو دیکھنے اور آپ کی باتیں سننے کا موقع ملتا رہا۔ ایک دفعہ حضور راولپنڈی کی مسجد میں خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ گرمی کے دن تھے۔ پنکھے کا رخ سیدھا حضور کی طرف تھا۔ آپ نے پنکھے کا رخ بدلنے کا ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ جسم کے ایک حصے کے دوسرے حصے سے زیادہ ٹھنڈا ہو جانے سے فالج کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

سال 1974ء میں افریقہ آنے سے پہلے ملاقات میں خدا سے بے وفائی نہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔ یہ چھوٹی سی نصیحت انتہائی پُر مغز ہے اور اپنے اندر بہت معانی رکھتی ہے۔

سال 1976ء میں حضور امریکہ تشریف لائے۔ یہ دنیا کی تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ ایک خلیفہ نے برِّ عظیم امریکہ کی وسیع وعریض زمین پر اپنے بابرکت قدم رکھے۔ حضور کی اجازت سے میں بھی افریقہ سے اپنی شادی کے لئے آیا۔ مَیں بروکلن کے مشن میں مبلغ مسعود جہلمی صاحب کے ساتھ ٹھہرا۔ حضور والڈورف ایسٹوریا میں ٹھہرائے گئے۔ اتفاق سے اسی مہینے ریڈرز ڈائجسٹ میں اس ہوٹل کے بارے میں لمبا معلوماتی مضمون چھپا جس میں ہوٹل کی تاریخ، اس میں کون کون سے معروف لوگ ٹھہرے، ان کے دلچسپ واقعات اور ہوٹل کے معمول کے بارے میں تفاصیل درج تھیں۔ میں نے اسے جہلمی صاحب کو دیا کہ حضور کی خدمت میں پیش کریں۔ جہلمی صاحب نے مجھے بتایا کہ حضور نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور اس مضمون کو پڑھ کر بہت محظوظ ہوئے۔

جلسہ سالانہ 1976ء ڈرُو یونیورسٹی میڈسن نیوجرسی میں منعقد ہوا۔ یہ امریکہ کا پہلا تاریخی سالانہ جلسہ تھا جس میں خلیفۂ وقت نے شرکت فرمائی۔ سالانہ جلسے پر محترمہ سیدہ بشریٰ سلطانہ بنت محترم سید شریف احمد صاحب سے میرا نکاح ہوا۔ مقامی انتظامیہ کے مطابق امریکہ میں حضور نکاح نہ پڑھا سکتے تھے۔ حضور سٹیج پر درمیان میں تشریف رکھتے تھے۔ حضور کے دائیں طرف سٹیج پر کھڑے ہو کر ہمارے نہایت ہی عزیز دوست برادر محمد صادق صاحب نے ہمارے نکاح کا اعلان کیا۔ جماعت کے دیگر عمائد سٹیج پر حضور کے دائیں بائیں تشریف فرما تھے۔ اعلانِ نکاح کے آخر میں اس سال کے سب موجود حاضرینِ جلسہ سالانہ حضور کے ساتھ دعا میں شامل ہوئے۔ برادر صادق اور ہمارے نہایت ہی عزیز دوست برادر عابد حنیف صاحب نے میرے نکاح فارم پر بطور گواہ دستخط فرمائے۔

ایک دفعہ مغربی افریقہ کے دورے پر جانے سے پہلے حضور نے افرادِ جماعت کو دعا کی تحریک فرمائی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک حادثے میں حضور کو کچھ تکلیف پہنچی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل نے حضور کو محفوظ رکھا۔

سال 1980ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سان فرانسسکو تشریف لائے تو ائرپورٹ پر استقبال کرنے والوں میں مجھے بھی شامل کیا گیا۔ حضور کے کپڑے دھونے کے لئے مجھے دیئے گئے۔ میری اہلیہ سیدہ بشریٰ سلطانہ نے کپڑے دھوئے۔ پگڑی پر کلف لگانے کا موقع آیا تو معلوم ہوا کہ بازار سے کلف کا سپرے (spray starch) مل جاتا ہے۔ اس سے کام بہت آسان ہو گیا۔

حضور سان فرانسسکو کے جنوب میں ایمفَیک (Amfac) ہوٹل میں ٹھہرے۔ حفاظتی عملے نے رات کو حضور کے دروازے کے باہر حفاظتی ڈیوٹی کا ارشاد کیا۔ مختلف خدام کی چار چار گھنٹے کے لئے ڈیوٹی لگائی۔ شاید سب سارے دن کے کاموں کی وجہ سے بہت تھکے ہوئے تھے، رات کوئی بھی نہ آیا اور ساری رات مجھے حضور کے دروازے کے باہر کھڑا ہو کر حفاظتی پہرہ دینے کی توفیق عطا ہوئی۔ فالحمدللہ۔

نماز کا وقت آیا تو ہال میں چادروں سے صفیں بنائی گئیں مگر حضور کے لئے کوئی جائے نماز نہ تھی۔ میں اپنی کار میں سفر میں نماز کی ادائیگی کے لئے جائے نماز رکھتا تھا۔ میں بھاگتا باہر گیا اور اپنی جائے نماز لے آیا اور حضور نے اس جائے نماز پر امامت کرائی۔ یہ جائے نماز چھوٹی میرے میانہ پیمانے کی تھی اور آپ کا قد ماشاء اللہ بڑا تھا۔ آپ اس پر مشکل سے سمائے ہوں گے لیکن آپ نے شکایت نہیں فرمائی۔

آج کل تو cell فون سے بھی آواز اور وڈیو ریکارڈ کی جاسکتی ہیں مگر ان دنوں تو بس ٹیپ ریکارڈر ہوتے تھے۔ حضور نے والنٹ کریک میں خطبہ ارشاد فرمایا تو میں نے ریکارڈ کر لیا۔ خطبے کے بعد حضور بہت دیر تک اپنے افریقہ کے دورے کا ذکر فرماتے رہے؛ اس کا بھی کافی حصہ ریکارڈ ہو گیا۔ حضور خطبے میں پہلے اردو میں مضمون بیان فرماتے پھر اسی مضمون کو انگریزی میں دہراتے۔ جمعہ پر بہت لوگ آئے۔ ہمارے مبلغ کی رہائشگاہ بھر گئی۔ ہم نے اپنی بیٹی سیدہ عامرہ سلطانہ کا عقیقہ کیا جو سب مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا اور ہمارے برتنوں میں حضور نے کھانا تناول فرمایا۔

انگریزی زبان ایسی ہے کہ اس کے بہت سارے لفظ اسی طرح نہیں بولے جاتے جس طرح وہ انگریزی میں لکھے جاتے ہیں۔ سیکھے سکھائے بغیر انگریزی نہ بولنے والا انہیں صحیح طرح ادا نہیں کر سکتا۔ یہی صورتِ حال کیلیفورنیا کے بہت مشہور پارک کی ہے جسے یوس مائٹ کی طرح لکھا جاتا ہے مگر یا سے می ٹی بولا جاتا ہے۔ حضور کے عملے نے حضور کو یوس مائٹ پارک دکھانے کی خواہش کا اظہار کیا جس کی مقامی لوگوں کو سمجھ نہ آئی کہ کون سا پارک ہے۔ حضور کے واپس تشریف لے جانے کے بعد سمجھ آئی کہ وہ یا سے می ٹی (Yosemite) پارک کا نام لے رہے تھے۔ مگر قافلہ ریڈ وُڈ (Redwood) پارک دیکھنے گیا اور حضور خوب محظوظ ہوئے۔

گھانا میں قیام کے دوران میں مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضور نے مجھے ایک کرنسی کا نوٹ دیا ہے۔ یہ خواب حقیقی رنگ میں اس طرح پوری ہوئی کہ 1980ء میں حضور کی دورے سے واپسی پر سان فرانسسکو ائرپورٹ پر میں نے حضور کی خدمت میں کچھ نذرانہ دعا کی درخواست کے ساتھ پیش کیا۔ حضور نے اسے میرے ہاتھ میں واپس دے کر فرمایا کہ مَیں اسے صدقے میں دے دوں۔

سال 1982ء میں بیوی بچوں کے ساتھ پاکستان گیا تو جلسہ سالانہ پر حضور کی تقریر کے دوران قریب سے حضور کی تصویریں لینے کا موقع ملا اور وڈیو بھی بنائی۔ از راہِ شفقت حضور نے ملاقات کا موقع بخشا۔ ملاقات میں حضور نے ہماری بچی سیدہ عائشہ مریم کو اٹھایا، جو اس وقت صرف چند ہفتوں کی تھی، اور کندھے سے لگایا تو اس کے منہ سے دودھ اُگل آیا۔ حضور ہنس دیئے اور فرمایا کہ یہ صحتمندی کی نشانی ہے۔ اندر جا کر جلدی سے اچکن بدل کر واپس تشریف لے آئے اور نہایت خوشگواری سے ملاقات جاری رکھی۔

یہ ہماری اور اس دنیا کی خوش قسمتی ہے کہ اس نے اس دنیا میں ایسے پیارے لوگ پیدا فرمائے جو اپنے نیک نمونوں اور نیک باتوں سے اس دنیا کو روشن کرتے ہیں۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

رسالہ ''خدیجہ'' (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہؓ کے اوصاف کا مختصر ذکر مکرمہ آصفہ احمد صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت میمونہؓ کا اصل نام برّہ تھا۔آپؓ حارث بن حزن اور ہند کی بیٹی تھیں۔قبیلہ قریش کے اہل نجد سے تعلق تھا جو مسلمانوں کے بہت بڑے دشمن تھے اورانہوں نے ہی مسلمانوں کے ستّر حفّاظ قرآن دھوکہ سے شہید کردیئے تھے۔برّہ کا پہلا نکاح مسعود بن عمر سے ہوا۔ان سے طلاق ہوجانے کے بعد دوسرا نکاح ابورہم بن عبدالعزیٰ سے ہوا۔7ہجری میں اُن کی وفات ہوگئی اور اسی سال جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کی ادائیگی کے لئے مدینہ سے مکّہ کے لئے روانہ ہونے لگے تو آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ نے آپؐ سے درخواست کی کہ اُن کی سالی حضرت میمونہؓ سے نکاح فرمالیں۔آپؐ رضامند ہوگئے اور پھر احرام کی حالت میں ہی شوال 7ہجری میں پانچ سو درہم حق مہر پر یہ نکاح ہوا۔اس وقت حضرت میمونہؓ کی عمر 36 سال تھی۔حضرت عباسؓ اس نکاح کے متولّی بنے۔آپؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زوجہ مطہرہ تھیں۔

عمرہ سے فارغ ہوکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ سے دس میل کے فاصلہ پر سرف کے مقام پر قیام فرمایا۔حضورؐ کے غلام ابورافعؓ حضرت میمونہؓ کو ساتھ لے کر اسی جگہ آگئے اور یہیں رسم عروسی ادا ہوئی۔جس کے بعد آپؓ کا نام میمونہ رکھا گیا۔

حضرت میمونہ بہت خداترس خاتون تھیں۔اپنے مہربان خاوند کی خوشیوں پر بہت خوش ہوتیں۔حضورؐ کی دل و جان سے اطاعت گزار تھیں۔آپؓ کو حضورؐ کی معیت میں حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔آپؓ کے بارہ میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا: وہ ہم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور ہم سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی تھی۔

حضرت میمونہؓ کا حافظہ بہت اچھا تھا۔آپؓ سے 76 احادیث مروی ہیں جن میں بعض سے آپؓ کی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے۔ایک بار کسی بیمار عورت نے منّت مانی کہ شفا ہوجائے تو وہ بیت المقدس جاکر نماز ادا کرے گی۔جب صحتیاب ہوکر وہ رخصت ہونے سے قبل حضرت سیّدہ سے ملنے آئی تو آپؓ نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری تمام مساجد سے زیادہ ہے اس لئے تم یہیں رہو اور یہیں نماز پڑھ لو۔

آپؓ کو غلام آزاد کرنے کا بہت شوق تھا۔غرباء کی مدد کے لئے بھی ہروقت آمادہ رہتیں۔اس کے لئے قرض بھی اٹھالیتیں۔ایک بار زیادہ رقم قرض لی تو کسی نے کہا کہ کس طرح ادا کریں گی۔نہایت توکّل سے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی مسلمان جب قرض لیتا ہے تو اُسے اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے کہ وہ اسے ادا کردے گا۔

حضرت میمونہؓ کی وفات قریباً 80 سال کی عمر میں ہوئی۔وفات سے قبل انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ آپؓ کو مکّہ کے باہر اُسی جگہ دفن کیا جائے جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خیمہ نصب تھا جس میں پہلی بار آپؓ کو رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔حضرت ابن عباسؓ نے آپؓ کا جنازہ پڑھایا اور قبر میں اُتارا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں
حضرت فاطمۃ الزّہرا رضی اللہ عنہا

رسالہ ''خدیجہ'' (سیرت صحابیات نمبر 2011ء) میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت وسوانح کا بیان مکرمہ عذرا عباسی صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس برس تھی جب حضرت خدیجہؓ کے بطن سے آپؐ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی پیدائش ہوئی۔

حضرت فاطمہؓ بچپن میں بھی نہایت متین اور تنہائی پسند تھیں۔نمود ونمائش سے نفرت تھی اور والدین سے ایسے سوالات پوچھتیں جن سے ان کی ذہانت کا اظہار ہوتا تھا۔

آپؓ کی عمر پانچ سال تھی جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔آپؓ کی حسّاس طبیعت پر قریش کے مسلمانوں پر مظالم اور آنحضورؐ کے خدا پر توکّل اور نصرتِ الٰہی نے نہایت گہرے اثرات مرتّب کئے۔آپؓ بچی ہی تھیں جب ایک بدبخت عقبہ بن محیط نے اونٹ کی اوجھڑی اُس وقت نبی کریمؐ کی پیٹھ پر لارکھی جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز ادا کرتے ہوئے سجدہ کی حالت میں تھے۔حضورؐ اس بوجھ کی وجہ سے اُٹھ نہ سکتے تھے۔تب آپؓ کو اطلاع ہوئی اور آپؓ نے آکر باپ کی پشت سے وزنی اوجھ کو گرایا اور عقبہ کے لئے بددعا کی۔

ایک بار کسی گستاخ مشرک نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر گندگی اور مٹی پھینک دی۔جب آپؐ گھر پہنچے تو حضرت فاطمہؓ بہت غمگین ہوئیں۔آپؓ حضورؐ کا سرمبارک دھوتے ہوئے روتی جاتی تھیں اور آنحضورؐ فرماتے تھے کہ بیٹی! مت رو، اللہ تیرے باپ کو محفوظ رکھے گا اور اپنے دین اور رسالت کے دشمنوں کے خلاف مدد فرمائے گا۔

جب قریش نے بنوہاشم سے قطع تعلق کرلیا تو حضرت فاطمہؓ بھی تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہیں اور انتہائی مصیبت برداشت کی۔10 نبوی میں حضرت ابوطالبؓ کی وفات کے چندروز بعد حضرت خدیجہؓ بھی رحلت فرماگئیں۔شفقتِ مادری سے محرومی کے بعد آنحضورؐ خاص طور پر آپؓ کی ڈھارس بندھاتے۔

ہجرت مدینہ کے بعد جبکہ آپؓ کی عمر اٹھارہ سال کے قریب تھی تو شادی کے پیغامات آنے شروع ہوئے۔پہلے حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ نے شادی کے لئے درخواست کی لیکن آنحضورؐ خاموش رہے۔دونوں نے یہ سمجھ کر کہ آپؐ کا ارادہ حضرت علیؓ کے متعلق معلوم ہوتا ہے، حضرت علیؓ کو تحریک کی۔وہ پہلے ہی خواہشمند تھے مگر بوجہ حیا اور تنگدستی خاموش تھے۔جب انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوکر درخواست کی تو دوسری طرف خداتعالیٰ کی طرف سے بھی اِذن ہوچکا تھا۔چنانچہ آنحضورؐ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا۔وہ بوجہ حیا خاموش رہیں۔یہ ایک طرح سے اظہارِ رضا تھا۔چنانچہ آنحضورؐ نے مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کو جمع کرکے حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کا نکاح پڑھ دیا۔یہ 2ہجری کے ابتدائی مہینے تھے۔پھر جنگ بدر کے بعد رخصتی کی تجویز ہوئی تو آنحضورؐ نے حضرت علیؓ کو بلاکر دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر کی ادائیگی کیلئے کچھ ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا: میرے پاس تو کچھ نہیں۔فرمایا: وہ زرہ کیا ہوئی جو بدر کے مغانم میں سے تمہیں دی تھی۔عرض کیا: وہ تو ہے۔فرمایا: بس وہی لے آؤ۔چنانچہ یہ زرہ 480 درہم میں حضرت عثمانؓ نے خریدلی۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رقم سے شادی کے اخراجات کئے اور حضرت فاطمہؓ کو جو جہیز دیا وہ ایک بیلدار چادر، ایک چمڑے کا گدیلا (جس میں کھجور کے خشک پتے بھرے ہوئے تھے)، ایک مشکیزہ اور غالباً ایک چکّی بھی شامل تھی۔

شادی تک حضرت علیؓ مسجد کے ایک حجرہ میں رہتے تھے۔شادی کے بعد آنحضورؐ کے ارشاد پر ایک عارضی مکان کا انتظام کیا۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رخصتانہ کے بعد اُن کے مکان پر تشریف لے گئے اور تھوڑا سا پانی منگواکر اس پر دعا کی۔پھر وہ پانی دونوں پر دعا کرتے ہوئے چھڑکا۔

دوسرے دن ولیمہ ہوا جس کے لئے حضرت سعدؓ بن وقاص نے ایک بھیڑ ہدیۃً دی۔حضرت علیؓ نے مہر میں سے بچ جانے والی رقم سے کچھ نان، کھجوریں اور پنیر خریدا۔

حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں حضرت علیؓ نے دوسری شادی نہیں کی۔

حضرت علیؓ کے پاس کوئی سرمایہ یا جائیداد نہ تھی۔مزدوری پر معاش کا دارومدار تھا۔بارہا فاقوں تک نوبت پہنچتی۔ایسے میں حضرت فاطمہؓ نے انتہائی صبر وشکر اور قناعت کے ساتھ زندگی بسر کی۔چکّی پیستے ہوئے ہاتھوں میں چھالے پڑجاتے، صفائی کرتے اور چولہے کے پاس بیٹھ کر کپڑے سیاہ ہوجاتے۔ایک بار آپؓ نے آنحضورؐ سے گھر کے کام کاج کے لئے لونڈی مانگی اور اپنے ہاتھوں کے چھالے دکھائے تو آپؐ نے فرمایا: جانِ پدر! بدر کے یتیم تم سے پہلے اس کے مستحق ہیں۔

غربت کے باوجود حضرت فاطمہؓ میں ایثار وسخاوت کا جذبہ بہت تھا۔حضرت حسنؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک وقت کے فاقہ کے بعد ہم کو کھانا میسّر آیا۔جب آخر میں حضرت فاطمہؓ کھانے بیٹھیں تو ایک سائل کی آواز آئی کہ مَیں دووقت فاقے سے ہوں، مجھے کھانے کو دو۔اس پر آپؓ نے یہ کہتے ہوئے اپنا کھانا اُس کو بھجوادیا کہ ہم نے تو ایک وقت کھانا نہیں کھایا جبکہ وہ دووقت فاقہ سے ہے۔

ایک دفعہ قبیلہ بنوسلیم کا ایک بوڑھا اعرابی مسلمان ہوا۔اُس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بنی سلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سے سب سے زیادہ غریب مَیں ہوں۔آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ کون تم میں سے اس مسکین کی مدد کرے گا۔حضرت سعدؓ بن عبادہ نے اُسے ایک اونٹنی دی۔آنحضورؐ نے فرمایا: کون اس کا سر ڈھانکے گا؟ حضرت علیؓ نے اپنا عمامہ اتار کر اُس کے سر پر رکھ دیا۔پھر فرمایا: کون ہے جو اس کی خوراک کا انتظام کرے؟ حضرت سلمان فارسی نے اعرابی کو ہمراہ لیا اور اُس کی خوراک کا انتظام کرنے نکلے۔چند گھروں سے دریافت کیا مگر وہاں سے کچھ نہ ملا تو حضرت فاطمہؓ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور صورتحال بیان کی تو انہوں نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم سب کو تیسرا فاقہ ہے، دونوں بچے بھوکے سوئے ہوئے ہیں لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی۔یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ فاطمہ بنت محمدؐ کی یہ چادر رکھ لو اور اِس غریب انسان کو تھوڑی سی جنس دے دو۔حضرت سلمانؓ اعرابی کو ساتھ لے کر یہودی کے پاس پہنچے اور اُس سے تمام کیفیت بیان کی۔وہ بے اختیار پکار اُٹھا: خدا کی قسم! یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی۔اے سلمان! گواہ رہنا کہ مَیں فاطمہؓ کے باپ پر ایمان لایا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو پہلے مسجد میں جاکر دو نفل ادا کئے اور پھر حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔حضرت فاطمہؓ

باقی صفحہ نمبر13 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' جولائی 2011ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک طویل نظم بعنوان ''شکر کا سجدہ'' شائع ہوئی ہے۔اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اک نعمتِ انمول و گراں ، شکر کا سجدہ
ہے عجز کا بھرپور نشاں ، شکر کا سجدہ
بارانِ کرم اس کے سبب سے ہے برستا
ہر فضل کی تہہ میں ہے نہاں ، شکر کا سجدہ
خود اپنی ذہانت پہ بہت لوگ ہیں نازاں
ہر شخص کی قسمت میں کہاں ، شکر کا سجدہ
نعمت کو بڑھاتی ہے سدا شکر کی توفیق
اس نہر کو کرتا ہے رواں ، شکر کا سجدہ
آفت ہے وہ نعمت جو کرے دُور خدا سے
بے کار وہ سر جس پہ گراں ، شکر کا سجدہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16دسمبر 2011ء میں سانحہ لاہور کے حوالہ سے کہا گیا مکرم ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

زندگی بھر کی اذیت سے کڑا تھا وہ دن
جب مری روح کا ہر زخم چھلک اُٹھا تھا
دکھ تو پہلے بھی بہت جھیلے تھے ، اس روز مگر
شعلۂ غم تھا کہ رگ رگ میں بھڑک اُٹھا تھا

وہ جو معصوم نہتے بھی تھے۔محصور بھی تھے
لبِ محراب جو تڑپا تو تڑپتا ہی رہا
آگ اُگلتی رہی بندوق ، اُگلتی ہی رہی
خون زخموں سے جو بہتا تھا وہ بہتا ہی رہا

یوں رگِ جان سے چھلکا در و دیوار پہ خوں
کسی پوشاک پہ چھینٹے ، کسی دستار پہ خوں
عہدِ جمہور پہ اک حرفِ ملامت ٹھہرا
کسی پیشانی سے بہتا لب و رخسار پہ خوں

کبر شاہوں کا اُٹھائے ہوئے سر ڈولتا ہے
جب کوئی خاک میں آنکھوں کے گہر رولتا ہے
''لب خاموش کی خاطر وہی لب کھولتا ہے
جب نہیں بولتا بندہ تو خدا بولتا ہے''

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
January 20, 2017 – January 26, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 20, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:25	Dars-e-Malfoozat
00:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 09.
01:00	Premiere of Ontario Reception: Recorded on July 16, 2012.
01:30	Roots to Branches
01:55	Spanish Service
02:30	Pushto Service
03:10	The Real Concept Of Jihad
03:45	Tarjamatul Qur'an Class: Rec. August 10, 1995.
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 13.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 10.
07:00	Inauguration Of Aiwane Tahir: Recorded on July 26, 2012.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on January 14, 2017.
10:00	Indonesian Service
11:05	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:35	Tilawat: Surah An-Naml, verses 45-60.
11:45	Seerat-un-Nabi
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondane: Rec. November 30, 2016.
15:45	Let's Find Out [R]
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Inauguration Of Aiwane Tahir [R]
19:30	In His Own Words
20:20	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday January 21, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:00	Inauguration Of Aiwane Tahir
01:45	Let's Find Out [R]
02:10	Friday Sermon
03:20	Rah-e-Huda
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 14.
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 16.
07:00	Jalsa Holland Address To Lajna: Recorded on May 19, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
08:55	Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on March 15, 1998.
10:05	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Recorded on January 20, 2017.
12:20	Tilawat: Surah An-Naml, verses 61-79.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intekhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Holland Address To Lajna [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 178.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday January 22, 2017

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:40	In His Own Words
01:10	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Holland Address To Lajna
02:25	Story Time
02:50	Friday Sermon
04:00	Maidane Amal Ki Kahani
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 15.
06:00	Tilawat
06:15	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 10.
06:40	Jamia Ahmadiyya UK Class: Recorded on March 29, 2015.
08:30	Faith Matters
09:30	Question And Answer Session: Recorded on November 17, 1996.
10:25	Indonesian service
11:25	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on August 07, 2015.
12:25	Tilawat: Surah An-Naml, verses 80-94.
12:40	Yassarnal Quran [R]
13:15	Friday Sermon: Recorded on January 20, 2017.
14:25	Shotter Shondhane: Rec. November 30, 2013.
15:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on January 22, 2017.
16:45	Quranic Archaeology
17:25	Kids Time
18:00	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:30	Beacon Of Truth
20:20	Ashab-e-Ahmad
20:50	Shama'il-e-Nabwi
21:25	Friday Sermon [R]
22:35	Question And Answer Session [R]

Monday January 23, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
00:45	Yassarnal Quran
01:10	Gulshan Waqfe Nau Atfal
02:15	Ashab-e-Ahmad
02:50	Friday Sermon
04:00	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 16.
06:00	Tilawat: Surah Hood, verses 112-124 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 16.
07:00	A Message Of Peace: Visit of Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper) at the European Parliament, Brussels. Recorded on December 3 and 4, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:35	Aao Urdu Seekhain
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. November 14, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on August 19, 2016.
11:00	Malayalam Service
11:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
12:00	Tilawat: Surah An-Qasas, verses 1-17.
12:15	Dars-e-Hadith
12:25	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Rec. February 25, 2011.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Malayalam Service [R]
15:45	Rah-e-Huda: Recorded on January 21, 2016.
17:20	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	A Message Of Peace [R]
19:20	Somali Service
19:50	Sach Toh Ye Hai
20:25	Rah-e-Huda [R]
21:55	Friday Sermon [R]
23:00	Malayalam Service [R]
23:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]

Tuesday January 24, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:20	A Message Of Peace
02:55	Friday Sermon
04:00	Aao Urdu Seekhain
04:20	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 17.
06:00	Tilawat
06:20	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 11.
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat Class: Recorded on January 22, 2017.
08:00	Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:20	Rishta Nata Ke Masayil
08:30	Islami Mahino Ka Ta'aruf
09:00	Question & Answer Session: Recorded on November 17, 1996.
10:00	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on January 20, 2017.
12:05	Tilawat: Surah An-Qasas, verses 18-30.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:25	Yassarnal Quran [R]
12:55	Faith Matters: Programme no. 178.
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:35	Philosophy Of The Teachings Of Islam
16:00	Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
16:40	Noor-e-Mustafwi
17:15	Rishta Nata Ke Masayil [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
17:55	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat Class [R]
19:20	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 20, 2017.
20:30	The Bigger Picture
21:20	Philosophy Of The Teachings Of Islam [R]
21:40	Australian Service
22:10	Faith Matters [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Wednesday January 25, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Malfoozat
00:45	Yassarnal Qur'an
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat Class
02:15	Rishta Nata Ke Masayil
02:25	In His Own Words
03:00	Story Time
03:25	Philosophy Of The Teachings Of Islam
03:55	Noor-e-Mustafwi
04:15	Australian Service
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 18.
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 16.
07:00	Jalsa Holland Concluding Address: Rec. May 20, 2012.
08:00	Quiz Roohani Khazaa'in
08:35	Urdu Question And Answer Session: Recorded on March 15, 1998.
09:45	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on January 20, 2016.
12:00	Tilawat: Surah An-Qasas, verses 31-44.
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 14, 2011.
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:30	Kids Time: Prog. no. 22.
16:00	Quiz Roohani Khazaa'in [R]
16:35	Faith Matters: Programme no. 177.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Holland Concluding Address [R]
19:10	Fazl-e-Umar Qur'an Class:
19:30	French Service
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:25	Quiz Roohani Khazaa'in [R]
22:00	Friday Sermon [R]
22:50	Intikhab-e-Sukhan: Rec. January 21, 2016.

Thursday January 26, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Holland Concluding Address
02:20	Deeni-o-Fiqahi Masail
02:20	Fazl-e-Umar Qur'an Class
03:10	In His Own Words
03:50	Faith Matters
04:40	Liqa Ma'al Arab: Session no. 19.
06:05	Tilawat
06:20	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'rights of women'.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 11.
07:00	Address in European Parliament: Recorded on December 4, 2012.
07:50	In His Own Words
08:25	Roots To Branches
08:50	Tarjamatul Qur'an Class: Rec. August 16 1995.
09:50	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
12:00	Tilawat: Surah An-Qasas, verses 45-58.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
12:55	Friday Sermon: Recorded on January 20, 2017.
14:00	Live Shotter Shondane
16:00	Persian Service
16:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Address in European Parliament [R]
19:05	Faith Matters: Programme no. 178.
20:00	Roots To Branches [R]
20:20	Aadab-e-Zindagi [R]
21:00	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:00	Beacon Of Truth [R]
23:55	World News

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 20 January , 2017 | Issue No. 3

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

خطبہ جمعہ۔

❁......بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی چند لفظوں میں دنیا اور تمام قوموں کے درمیان امن قائم کرنے کی بنیاد بیان فرما دی تھی۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ میرے خیال میں یہ ازلی ابدی اصول آج بھی وہی اہمیت رکھتا ہے جیسے کہ ماضی میں رکھتا تھا۔...... ❁...... اسلام امن قائم کرنے کے لئے امانتوں کے حق پورے کرنے پر بھی بہت زور دیتا ہے۔...... ❁...... ہر معاشرے میں ہر فرد کے ذمہ بعض امانتیں اور فرائض ہوتے ہیں اور معاشرے کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ عام شہری اور حکمران ایک دوسرے کے فرائض حقیقی انصاف سے ادا کریں۔...... ❁......بڑی طاقتوں اور اقوام متحدہ جیسے عالمی اداروں کو بھی عہدوں اور امانتوں کے حق ادا کرنے کا یہ اصول ہمیشہ مقدم رکھنا چاہئے۔...... ❁......بعض بڑی طاقتیں اپنے کاروباری مفادات کو ہر چیز پر فوقیت دیئے ہوئے ہیں اور دوسرے ملکوں کو جدید ترین اسلحہ بیچ رہی ہیں۔...... ❁......اگر ہم حقیقت میں امن چاہتے ہیں تو ہمیں عدل سے کام لینا ہوگا۔ ہمیں عدل و انصاف کو اہمیت دینا ہوگی۔

(یارک یونیورسٹی (ٹورانٹو) میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب)

☆......خلیفۃ المسیح نے جو کچھ بھی کہا دل کی گہرائی سے کہا۔......☆......خلیفۃ المسیح کو دنیا کے مسائل اور مشکلات کا خوب علم ہے۔ ......☆......خلیفہ صاحب نے امن کے حوالہ سے خوب اچھی باتیں کیں۔ ......☆......خلیفۃ المسیح نے جو بھی باتیں کہیں وہ خلوص نیت سے کہیں۔ وہ کسی کو خوش کرنے نہیں آئے تھے، نہ ہی کوئی بات منوانے بلکہ ان کی باتیں صرف سچائی کی باتیں تھیں جو خود ہی سمجھ آ رہی تھیں۔ ......☆......احمدیہ جماعت حقیقی اسلام کا نمونہ ہے لیکن افسوس ہے کہ میڈیا اسلام کی یہ تصویر پیش نہیں کرتا۔ ——— **(یارک یونیورسٹی میں حضور انور کے خطاب کے بعد مہمانوں کے تأثرات)**

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

28/اکتوبر 2016ء بروز جمعۃ المبارک

آج نماز فجر کے وقت میں پندرہ منٹ کی تبدیلی ہوئی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نئے وقت کے مطابق چھ بج کر 45 منٹ پر ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے پیس ویلیج کے علاوہ اردگرد کی جماعتوں سے بڑی تعداد میں احباب جماعت مرد و خواتین شامل ہوئے۔ بعض لوگ امریکہ سے بھی بڑے لمبے سفر طے کرکے آئے تھے۔ بعض بذریعہ کار چار سے پانچ گھنٹے کا سفر طے کرکے پہنچے تھے اور بعض ایسے بھی تھے جو بذریعہ جہاز چار گھنٹے کا سفر طے کرکے پہنچے تھے تاکہ اپنے آقا کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کرسکیں۔

نماز جمعہ کی مجموعی حاضری 9356 تھی جس میں پانچ ہزار سے زائد مرد احباب اور چار ہزار سے زائد خواتین تھیں۔ مَردوں کے لئے ''مسجد بیت الاسلام'' کے دونوں ہال اور مسجد کے بیرونی احاطہ میں دو بڑی مارکیز لگا کر انتظام کیا گیا تھا۔ خواتین کے لئے ''ایوان طاہر'' میں اور اس کے علاوہ دو بڑی مارکیز لگا کر انتظام کیا گیا تھا۔

دُور کی جماعتوں سے صبح سے ہی لوگ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگ آئے کہ شعبہ خدمت خلق کو دو ہزار سات سو کاروں کی پارکنگ کا انتظام کرنا پڑا۔ اور شعبہ ضیافت نے ان مہمان احباب کے لئے دوپہر کو ساڑھے چھ ہزار افراد کا کھانا تیار کیا اور پھر شام کے لئے قریباً پانچ ہزار احباب کا کھانا تیار کیا۔ بعض مہمانوں نے رات بھی قیام کیا۔ ان کی رہائش کا انتظام بھی کیا گیا۔

خطبہ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بج کر 35 منٹ پر ''مسجد بیت الاسلام'' میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا:

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بچوں کو وقف کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ روزانہ مجھے والدین کے خط ملتے ہیں۔ بعض دنوں میں ان کی تعداد بیس پچیس ہو جاتی ہے جس میں ماں باپ اپنے ہونے والے بچوں کو وقفِ نَو میں شامل کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جب یہ تحریک فرمائی تھی، پہلے مستقل نہیں تھی پھر آپ نے اسے مستقل کر دیا اور جماعت نے بھی خاص طور پر ماؤں نے اس پر ہر ملک میں لبیک کہا۔ آج سے بارہ تیرہ سال پہلے جماعت کی جو اس طرف توجہ ہوئی تھی اس کی وجہ سے جو تعداد واقفین نَو کی 28000 سے اوپر تھی اب یہ تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے 61000 کے قریب پہنچ چکی ہے جس میں سے چھتیس ہزار سے اوپر لڑکے ہیں اور باقی لڑکیاں۔ گویا وقت کے ساتھ ساتھ یہ رجحان بڑھ رہا ہے کہ ہم نے اپنے بچوں کو پیدائش سے پہلے وقف کرنا ہے۔ لیکن صرف بچوں کو وقف کے لئے پیش کرنے سے ماں باپ کی ذمہ داریاں ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ پہلے سے زیادہ ہو جاتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بیشک ایک احمدی بچے کی تربیت کی ذمہ داری والدین پر ہے اور والدین اپنے بچے کی بہتری ہی چاہتے ہیں۔ اس کی دنیاوی تعلیم بھی چاہتے ہیں۔ تربیت بھی چاہتے ہیں۔ دینی تعلیم بھی چاہتے ہیں اگر وہ دینی رجحان رکھنے والے والدین ہیں۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر بچہ اور خاص طور پر وقفِ نَو بچہ ان کے پاس جماعت کی امانت ہے جس کی تربیت اور اسے جماعت اور معاشرے کا بہترین حصہ بنانا والدین کا فرض ہے لیکن واقفین نَو بچوں کی تربیت ان کی دینی اور دنیاوی تعلیم پر خاص توجہ اور انہیں بہتر طور پر تیار کرکے جماعت کو دینا اس لحاظ سے بھی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ پیدائش سے پہلے ماں باپ یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی ہمارے ہاں پیدا ہونے والا ہے، لڑکا ہے یا لڑکی اسے خدا کے لئے، اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے مشن کی تکمیل کے لئے جو تکمیل اشاعت ہدایت کا مشن ہے، جو اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا مشن ہے، جو خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف دنیا کو توجہ دلانے کا مشن ہے، جو ایک دوسرے کا حق ادا کرنے کی اسلامی تعلیم دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے کا مشن ہے، اس کے لئے پیش کرتے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں